رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

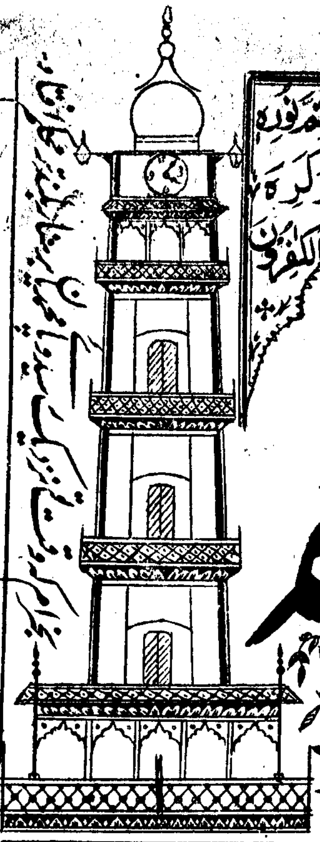

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | روا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ ر
خواص ومعاونین سے	عے
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	ے ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے	عگر ۱۲

نمبر ۲۳ و ۲۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ و ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

ریمارک

مرقع جنگ کریٹ و یونان۔ یہ تین سو بہتر صفحہ کی کتاب جسمین ۲۰۶ کے قریب نقشے اور تصاویر ہیں منشی عبدالقادر صاحب نائب مالک رمی پریس سدھ نے ساڈھورہ کے سٹیم پریس میں چھپوا کر حصہ اول کے نام سے شایع کی ہے۔ اسمین سلطان عبدالحمید خان صاحب فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کی آجتک کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھہ دیئے ہیں۔ اور ساتھہ ہی آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے واقعات بھی درج کئے ہیں تصویرون اور نقشون کے ذریعہ سلطنت ترکی جزیرہ کریٹ اور یونان کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو واضح کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تصاویر اور نقشہ جات کیطرف پوری توجہ نہین کی گئی۔ ہم سرسری طور پر اس کتاب کو دیکھ سکے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لائق مصنف نے بہت محنت اور کوشش سے واقعات کو جمع کیا ہے اور عمدہ طور پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہان ترکون کی بہادری اور دیانت داری کا پتہ لگتا ہے وہان یونانی چالاکیون اور شورہ پشیون کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ مصنف سے ملسکتی ہے +

برق اسلام۔ لزآریہ دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب ایڈیٹر انوار الاسلام کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ آریون کے ساتھہ علمی مقابلہ مین انوار الاسلام عرصہ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اسکو خاص مہارت حاصل ہے اگرچہ ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خوشہ چین ہے لیکن کبھی اس کا نام نہین لیا۔ اور اسطرح وہ ایک شہادت حقہ کے چھپانے کا خطا کار ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ جزو پر شایع ہوا ہے اور قیمت صرف ۳ر۔ رکھی ہے جو اصل لاگت کے برابر ہے۔ ترک وید جو حصہ اسمین لگایا گیا ہے بہت لطیف ہے۔ البتہ دیباچہ ہم نے پسند نہین کیا جو ذاتیات پر نوک جھونک ہے۔ تاہم یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اور کثرت سے شایع ہونی چاہیئے مصنف سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہے۔

اتحاد اور دلگداز۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نے رسالہ اتحاد ہندرہ روزہ اور دلگداز رسالہ ماہواری پر شایع کرنے شروع کئے مین اتحاد کے اغراض ومقاصد ہندو مسلمانون مین اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے اور دلگداز کی وہی شان اور آن ہے جو پہلے تھی اور جس غرض کے لئے وہ پہلے جاری ہوا تھا وہی اب بھی مقصود ہے دونون کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے۔ مولویصاحب موصوف سے درخواست کرنے پر جاری ہوسکتے ہیں

گولڈن ٹریژری پرائمر۔ قاضی محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی بہت سی مفید کتابون کے مولف ہین۔ یہ کتاب بھی انکی ہی تالیف ہے جو انہون نے انگریزی خوان مبتدیون کے لیئے تیار کی ہے جسمین تدریجا طالب علم کو ترقی کرنے کے اصول پر سبق تیار کئے گئے ہین اور ساتھہ ہی روزانہ کاروبار خط وکتابت اور تار نویسی وغیرہ امور کے نمونے دیئے گئے ہین یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بطور خود انگریزی پڑھنا چاہتے ہین مفید ہے قیمت ۵ر محمد زمان برادرز مراد آباد سے ملیگی ++

تاج ونشان۔ یہ کتاب انجمن ترقی اردو کے واسطے لکھی گئی ہے اس کے جدت پسند مولف کی تالیفات سے متعدد کتابین ہین جنمین سے ایک گنج شایگان بھی ہے۔ یہ کتاب ۸ر قیمت پر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے۔ گو قیمت زیادہ کہی جاسکتی ہے مگر نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے اس کے مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ دیباچہ۔ تاج۔ مغفر۔ تاج شاہان ایران۔ پیشدادیان۔ کیانیان۔ ساسانیان۔ سامانیان۔ غزنویان۔ خوارزمیان۔ چنگیزیان۔ تیموریہ۔ صفویہ۔ افشاریان۔ قاچاریان۔ تاج شاہان روم۔ قبل از اسلام۔ سلاطین عثمانیہ۔ شاہان وامرا انگلستان۔ شاہان روس ومتفرق سلاطین یورپ۔ شاہان اودھ۔ ومتفرق شاہان ہندوستان۔ سلاطین تیموریہ۔ شاہزادگان تیموریہ ہندوستان۔ بیگمات شاہان تیموریہ۔ تاج شاہان مختلف متعلقہ ہندوستان۔ متفرق ومختلف تاج سلطنتون کے شاہی فوجی ومتفرق نشان۔ فوجی وردیون کے نشان۔ سلطنتون۔ بادشاہون اور رؤسا کے نشانات۔ تاج۔ نشانات ومغفر جو بعد کو دستیاب ہوئے۔ سلطنتون کے پھریرے اون کی رنگینی۔ والیان ریاست ومشاہیر ہندوستان کے مغفر ونشان۔ قطعات تاریخ۔ ضمیمہ کتاب۔ تاج ونشان متفرق

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی **قرآن** وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانیوالا وہ روح القدس تھا جو **کبوتر** کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت اُن میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کیطرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ **اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ** یعنے ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آجتک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقاد والو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اُن سے زیادہ افیض رسان کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ جبتک .. کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹھ باندھیگا اور کہیگا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جاوے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹھ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوے کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا بُرا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقوے اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جبتک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہیگا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی شرف کریگا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیئے تا نفسانی تمنا کی وجہ کر سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہارے تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی **شراب** مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز **نہ پی** ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا۔ اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے **تم اس سے بچو۔** **قرآن** تمہیں فقط انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب **غصہ مت ہو** بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ **تواصوا بالمرحمہ** پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر یک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے **اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ** قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے اور **قرآن** تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کہا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کیلئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضایع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اوسکی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کیلئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور **قرآن** تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ **ظالم کا مقابلہ نہ کرنا** بلکہ وہ کہتا ہے **جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ** یعنی بدی کا بدلا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور آپ اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بیقیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور **قرآن** انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے **دشمنوں** سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ **اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی** یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنیوالا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کیطرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق سے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربیٰ یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تمپر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو تم اپنے دل کو جو خدائی تجلیات کا گھر ہے فتوے تو چھوڑ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیئے۔ پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اسپر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

(باقی آئندہ)

خدا کی ہستی ۴

والدین کا ایک عزیز بچہ ہے جو نہایت ناز و نعم سے اُن کے کنار تربیت میں پلا کر اسکے کچھ سوتیلے بھائی ہیں جو برداشت نہیں کر سکتے کہ والدین کا التفات اور نظر شفقت اسکی طرف اُن سے زیادہ مبذول ہو۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ اسے ایسی دور جگہ پھینکدیں جہاں وہ بغیر کسی متکفل اور ولی کے ہلاک ہو جاوے اور اس کے بعد اس کا وجود ان کی رقابت اور رشک کی آگ کو اشتعال دینے والا نہ رہے اور والدین کی محبت سمٹ کر انہیں کی طرف مائل ہو جائے۔ آخر کار لطایف الحیل سے وہ اس معصوم لڑکے کو جنگل میں دور لیجا کر ایک کنوئیں میں پھینکتے ہیں۔ اسوقت یہ نظارہ قابل دید ہے کہ ایک معصوم لڑکا جسکی نظر بجز اپنے والدین کی گود کے یا ارد گرد کی چند محدود چیزوں کے اور کسی وسیع چراگاہ میں کبھی چرنے کیلئے چھوڑی نہیں گئی اور اس صغر سنی کے ساتھ وہ زمانہ کی نشیب و فراز سے بھی بہت ناواقف اور سادہ بچہ ہے عام آدمی کی نگاہ کیا توقع کر سکتی ہے کہ اس تاریک کنوئیں میں اسے کس حالت میں دیکھے ظاہر ہے کہ اگر ایک معمولی بچہ ہے تو اسے بہت جلد تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر جان دینی چاہیے۔ لیکن خدا کی کتاب میں جسے ہم خدا کی کتاب نہ صرف تحکم سے کہتے ہیں بلکہ اسلئے کہ وہ ایسے حکیمانہ واقعات کو اپنے اندر رکھتی ہے اور ان سے اپنے عظیم الشان لانیوالے کے ثبوت ہستی کیلئے نشان پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس بھیانک اور خوفناک منظر میں اسے ایک آواز آئی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا وہم لا یشعرون۔ میں تجھے قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ تجھ پر ایک وقت آنیوالا ہے کہ تیری پوزیشن اس رفعت اور اس پایہ کی ہوگی کہ تو اپنی شان و شوکت اور جلال میں ان لوگوں کو جنہوں نے تجھ سے یہ مفسدانہ کارروائی کی ہے۔ انکی اس شرارت اور مفسدہ کی خبر دیگا اور وہ اپنی پستی اور ذلیل حالت اور تیری شوکت اور جلالت کے سبب سے تجھے نہیں پہچانتے ہونگے۔

اب یہاں ہر ایک سلیم الفطرت کو غور کرنی چاہئے کہ یہ کیسی آواز ہے اسکی دو طرح سے فکر کرنی چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ آواز اس معصوم بچہ کے توہمات اور تخیلات یا تجارب اور فراست کا سر جوش تھی۔ دوئم یہ کہ آیا وہ باللفظ پوری ہوئی۔ یا ایک فضول گپ کیطرح ہوا میں ملگئی۔

خدا کی کتاب نے اس ترکیب اور اسلوب عبارت میں اپنی الوہیت کا جلال اور اپنا ہمہ علم اور ہمہ قدرت ہونا ثابت کرنیکیلئے لفظ تنبئنہم کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد کیا جس سے غرض یہ ہے کہ یہ اخبار غیب قطعی اور یقینی ہے + یہ ترکیب خود اپنی ذات میں ذرا سے تامل کے ساتھ اسطرف رہنمائی کرتی ہے کہ یہ آواز اس بچہ کے اندر سے پیدا ہوئی نہیں اسلئے کہ اسکا منشا یہ ہے کہ یقیناً اور قطعاً ایسا وقت آنیوالا ہے اور کوئی چیز اسکو ٹال نہیں سکتی کہ تو کامیاب ہوگا اور تیرے بدسگال دشمن تیری آنکھوں کے سامنے ذلیل ہونگے ہمارے پاس اس بات کا تصور کرنیکیلئے کوئی وجہ نہیں اور نہ عقل سلیم ایک لحظ کیلئے بھی اس تصور کو گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس آواز کو اس بچہ کا توہم یا اسکے کسی تجربہ اور فراست کا نتیجہ قرار دیں واقعات نے ہمیں ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ یہ آواز اس ہستی کیطرف سے اس ناتوان بے علم بچہ کے کان میں آئی جو عالم کی تصریف اور تصرف پر قادر ہے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ہمیں آئندہ دیکھنا چاہئے کہ اس قادر مطلق آواز دہندہ نے اس عالم کون و فساد میں واقعات کو کسطرح اپنے منشا کے مطابق ترتیب دیا۔ اصل مقصود تو یہ تھا کہ اس مہجور و مخذول بچہ پر ایک زمانہ ایسا لایا جائے کہ وہ کامیابی کے تخت پر تاج عزت پہن کر بیٹھا ہو اور اسکے دشمن اسکے سریر شوکت کے آگے پست بستر لیٹے ہوں اس غرض کے سرانجام دینے کیلئے جسقدر انقلاب اور تغیرات ظہور میں آئے وہ صاف طور پر ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ تمام کارروائی اس ہمہ علم اور ہمہ قدرت پاک ذات کی ہے جو اپنے منشا کے مطابق عالم کی تغیر اور تبدیل پر ہر آن اور ہر شان میں قادر ہے۔ یہ خاندان جسکا ممبر یہ معصوم بچہ اور اسکے بد اندیش دشمن ہیں کنعان کا رہنے والا ہے۔ ان کے گرد و پیش اسوقت ایک ہی ملک تھا جو ہر قسم کی امید اور بیم کا مرجع تھا۔ یہ لوگ اپنے پاس کسی قسم کی حکومت اور شوکت نہیں رکھتے تھے لیکن اس پیشگوئی کے موافق ضروری تھا کہ یہ بچہ کسی زبردست حاکمانہ رنگ میں جلوہ گر ہو اسکے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی کہ مصر کی عظیم الشان سلطنت میں اسے اقتدار اور جلال حاصل ہو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کسطرح اپنی انچائی اور لمبائی سے سکڑ کر ایک ایسے مرکز پر آکر ٹھہرتے ہیں کہ جس سے یہ غرض بخوبی حاصل ہو جائے۔ مصر کا ایک قافلہ جو کسی غرض کے لئے دور دراز سفر کو نکلا ہوا ہے اس کنوئیں کے پاس فروکش ہوتا ہے جہاں بیکس بچہ پڑا ہے ان کا ایک فرد پانی کی تلاش میں اس کنوئیں پر آتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ صرف حقیر اور شیریں پانی کو پاتا اور پی کر بہت جلد اسے بھول جاتا ایک ایسی گران بہا دولت اسے ملتی ہے کہ جس کے احساس سے وہ چیخ اٹھتا ہے کہ یا بشری ہذا غلام۔ اللہ اللہ یہاں تو ایک خوبصورت لڑکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ قافلہ اس لڑکے کو مصر میں پہونچاتا ہے اور آخر کار بعد بہت سے انقلابات کے مصر کی گورنمنٹ میں نہایت ہی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر منصوب کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کنعان میں غلہ کی مصیبت اس سختی سے واقع ہوئی کہ کنعانیوں کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زندگی کے بقا کیلئے مصر کیطرف رجوع کریں۔ اگرچہ ان دنوں میں مصر اُن ملکوں کے لئے تجارت غلہ کی ایک بڑی مشہور منڈی تھی اور کنعان اور اسکے نواح کے لوگ غلات کیلئے وہیں آیا کرتے تھے مگر یہ نازپروردہ اسرائیلی خاندان بہت کم اس سفر کیلئے مجبور ہوتا تھا۔ الحاصل حضرت اسرائیل کے گیارہ بیٹے اپنے باپ سے رخصت لیکر غلہ کی تجارت کیلئے مصر میں آتے ہیں اسوقت تک ان کو کوئی علم نہیں کہ ان کے لئے مصر میں کیا مقدر ہے وہ اس پر از بیداد کارروائی کو اپنے مظلوم بھائی کی نسبت زمانہ کی درازی کے سبب سے لوح حافظہ سے بکلی مٹا چکے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال کے نتائج کی ذرا بھی پروا یا توقع نہیں رکھتے وہ اپنے زعم میں اس امید سے لبریز ہیں کہ وہ مصر میں اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں اور بہت جلد دامن مقصود گوہر مراد سے بھر کر اپنے والد کی حضور میں حاضر ہونگے۔ مگر وہاں ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو انکی امیدوں اور گمانوں میں کبھی آ نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کا حکیمانہ ارادہ چند واقعات کے واقع ہونے کے بعد انہیں ایک ایسے عظیم الشان شخص کے سامنے لا کر کھڑا کرتا ہے جسے وہ تو نہیں پہچانتے مگر وہ انہیں جانتا ہے اسوقت کی کیفیت اور نظارے کو دل کی کیفیات اور قدرتوں سے بھری ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنیوالا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے جبکہ اس موجودہ وقت کے باجلال گشنر یوسف ابن یعقوب نے اور اس پرانے وقت کے کنوئیں میں پھینکے ہوئے ناتوان بے بس معصوم بچہ نے جس کے کان میں وہ دلربا آواز آئی تھی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا۔ اس موجودہ وقت کے عاجز مگر کسی پرانے وقت کے مغرور ناعاقبت اندیش گروہ کو بجواب اُن کے اس قول ءانک لانت یوسف) کے کہا۔

قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انه من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس رتبہ پر ہمیں پہونچایا۔ اللہ کا یہ ہمیشہ کا قانون قدرت ہے کہ وہ متقی اور صابر کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔

ان واقعات میں اس رنگ اور پہلو سے غور کرنی چاہئے کہ انسان کی منصوبہ بازی اور تدبیر کیا مقاصد اپنے سامنے رکھتی ہے اور ان مقاصد کے بہم پہونچانے کیلئے ایسے سامان اور مواد پیدا کرتی ہے کہ جنپر اس مقصود پیش نہاد کے حاصل ہو جانے کے لئے قطعی کارگر ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ ایک میکرلیٹ عام تجربہ اور استقرار کی بنا پر علت و معلول کے صحیح سلسلہ کو مدنظر رکھکر وہ اسباب اور مواد بہم پہونچاتا ہے کہ جنکی نسبت اسکا پورا تجربہ اسکو ہمیشہ مفید ہونیکا یقین دلا چکا ہے۔ لیکن باینہمہ ایسے علل اور اسباب پیش آجاتے ہیں جو اسکی تمام ساختہ پرداختہ کو خاک میں ملا دیتے ہیں یہاں اس واقعہ میں غور کرو اسرائیل کے فرزند اپنے سوتیلے بھائی یوسف کے استیصال کیلئے وہ تمام تدبیریں کر چکے ہیں جو مادی انسان کر سکتے ہیں اور فی الحقیقت ایسی ہی تدبیریں کسی مخالف کے ہلاک کرنے کیلئے دنیا میں ہوا کرتی ہیں اور ہزاروں واقعات گذرے ہیں جنہوں نے ان تدبیروں کے کارگر اور مفید ہونے کے ثبوت بھی دیئے ہیں مگر وہ کیا بات ہے جو ان تمام منصوبوں اور کارروائیوں کا تار و پود ادھیڑ دیتی ہے یہ ظاہر بات ہے کہ قانون قدرت میں ایسی باتوں کی نظیریں بہت ملتی ہیں اور ان سب میں ہم بڑی حکومت اور پورے زور سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ ایک قادر ہمہ علم ہستی ہے جو اجازت نہیں دیتی یا اسکی غیرت اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ انسان ذرات کون و فساد پر متصرف ہوکر ہمہ قدرت اور ہمہ ہستی بنجائے۔ مگر اس جگہ ایک اور بڑی عظیم الشان بات ہے جو علوم نظریہ کی طرح دقیق اور حیرت انگیز نہیں بلکہ ایک بدیہی امر ہے اور وہ یہ ہے قبل از وقت ایک پیشگوئی اور دعوے کا موجود ہونا ایسے وقت میں جبکہ دنیا کی کوئی فراست کوئی حدس کوئی تخمین کوئی استقراء کوئی تجربہ حکم نہیں لگا سکتا کہ واقعات عالم اس مدعی کے پاؤں اسیطرح چوم لینگے جسطرح اس دعوے کے لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری کارروائی میں بڑی دلچسپ بات جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی بین دلیل ہے۔ یہی ہے کہ زمین کے فرزندوں نے ایک منصوبہ کیا اور اس میں اس آواز کے منطوق کے موافق جو جلالی پیشگوئی سے بھری ہوئی تھی اور ایک ناتوان اور بے سامان بچہ کے منہ سے نکلی تھی نامراد اور ناکام رہے قرآن شریف میں یہ واقعہ بطور پیشگوئی کے لکھا گیا ہے۔ اس قصہ یوسف سے یہ غرض ہے

کہ کوئی شخص بہ عمدہ و داور سرسری نگاہ سے اسکیطرف التفات نہ کرے مگر جب اس زمانہ کے واقعات اور لوازم پیش نظر رکھے جائیں جب ہی کے منہ سے یہ پُر زور لفظ نکلے تو بے اختیار اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ عالم الغیب متصرف عالم خدا کے الفاظ ہیں جن دنون مین یہ وحی یا غیب کی بات اس کتاب مین لکھی گئی مصنف ایسے گمنامی کے گوشہ مین زندگی بسر کرتا تھا کہ قرب وجوار کے بہت سے لوگ بھی اسے نہ جانتے تھے ۔ نہ وہ ان دنون مین گوشہ تنہائی کی لذت اور الفت کے سبب کسی کو دیکھنا پسند کرتا تھا اور نہ اس سے اپنے گرد وپیش کوئی ایسا دلچسپی کا سامان جمع کر رکھا تھا کہ کسی کے دل مین اس کے دیکھنے کی کشش یا خواہش پیدا ہوتی لیکن بتدریج اس پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس اخبار غیب کو حرفاً پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکھون سے اسکی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اس کی مطابق اور بعد اسی کتاب مین ایک دوسری وحی ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ۔ یعنی خدا کی مخلوق سے تکبر اور بے رخی سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا ۔ اس نادر اور عجیب آواز پر خود اس آواز کا وحی صاف بتاتی ہے کہ یہ شخص ایک وقت مین خلق اللہ کا مرجع و مآب ہوگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہیں کہ جن کا گننا نہایت مشکل ہے پھر اسی زمانہ مین اس کتاب مین ایک اور وحی درج ہوئی جس نے بڑی صفائی اور قوت کے ساتھ ان تمام انقلابات اور فتن کی خبر دی جو مدتون سے عجیب ترتیب سے اس شخص کی زندگی مین واقع ہوئے ۔

اسیطرح امرتسر کے مقام مین عیسویت کے ایک بڑے نامی زعیم اور وکیل کے ساتھ مباحثہ کرنے کے بعد جبکہ علمی رنگ مین اسلام کی سچائی کے دلائل کے بیان کرنے سے فارغ ہو چکا یہ پیشگوئی کی کہ خدا نے عالم الغیب اور قادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدائے اسلام کے حی قیوم وقادر مطلق خدا ہونے کا ثبوت اور عیسویت کے مردہ مذہب اور بے برکت ہونے اور یسوع مسیح کے ایک ضعیف اور بیکس انسان ہونے اور خدائی کے صفات مین سے اس کے قطعاً حصہ دار نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ میرا حریف مقابل پندرہ مہینے کے عرصہ مین بشرطیکہ اس اثنار مین حق کیطرف رجوع نہ کرے اس جہان سے رخصت ہو جائیگا ۔ یہ بڑی دلیری اور قوت کی بات ہے جو مسلمان اور عیسائیون کے

ایک بڑے مجمع مین روز روشن مین کی گئی ۔ اسوقت ان الفاظ کی عظمت اور ہیبت جو سامعین کے قلوب پر طاری ہوئی اسکا صحیح اندازہ حاضرین کے سوا دوسرا شخص کم کرسکتا ہے اگرچہ اس وقت بھی بعض ایسے دل تھے جو ان الفاظ کی قوت اور متکلم کی جمعیت باطن اور متانت ظاہری اور وجاہت کو مطالعہ کرکے یقین کر اٹھے کہ یہ الفاظ ایک ضعیف علم اور محدود الطاقت انسان کے نہین ہو سکتے ۔ مگر آخر کار ہر ایک موٹی اور باریک نظر کے سامنے بدیہی طور پر اس پیشگوئی کا نظارا واقع ہوا ۔ اس پیشگوئی مین اصل مغز اور ہیت اور مقصود ایک شخص کی موت تھی جو انسانی علم اور قیاس اور حدس سے بالاتر پیشگوئی تھی لیکن محدود اور کم اندیش عقلون کے نزدیک پھر بھی اس دعوے مین ایک التباس ممکن تھا کہ کوئی شخص یہ قیاس کرتا کہ پیشگوئی کرنیوالا ایک حاذق طبیب ہے اور حریف مقابل گو بالفعل چست چاق ہے ۔ مگر بوڑھا ہے اسلئے نہایت قرین قیاس ہے کہ بعض آثار اور قرائن سے جو کسی علم کی بنا پر پیشگوئی کرنیوالے کے نزدیک بین ہون ۔ اور دوسرون کے نزدیک مخفی یہ دعوے کیا گیا ہو ۔ مگر اس دوسرے شق سے جو ایک الگ اور ایسی ہی زبردست پیشگوئی تھی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری باتین خدا عالم الغیب کیطرف سے تھین ایک شخص کی نسبت جو ایک مذہب کا مسلم وکیل اور ساری عمر اس کی طرف سے غیر قومون کے ساتھ بحث کرنے والا اور اپنی قوم مین دیانت امانت اور اتباع مذہب مین مشہور رہتا ۔ اسکی نسبت یہ دعوے کرنا کہ ہلاکت تو بہرحال اسکے لئے مقدر ہے اور وہ ضرور مریگا ۔ مگر ایک وقت اس اثنا مین اسکی زندگی مین ایسا بھی آئیگا کہ اس سچائی کا جو اس کے مقابل مدعی نے اپنے پر زور پر تحدی الفاظ مین اس کے سامنے پیش کی ہے اس پر رعب پڑیگا اور وہ برخلاف اپنے عقیدے کے اپنے ایمان مین متزلزل اور متردد ہو کر ایک خام شکی کیطرح بزدل ہو جاویگا اور اس انسان خدا پر جسے وہ الٰہ اور بیگا کہتا تھا اس کا ایمان نہ رہے گا ۔ اسلئے وہ چند دن کیلئے اس سزائے موت سے بچ رہیگا ۔ چنانچہ آخر کار اس لمبی دوڑ مین جو عجیب نظارون کے ساتھ واقع ہوئی ۔ یہ ثابت ہوگیا کہ اس نے اس استقامت اور استقلال سے جو عیسوی مذہب پر ایمان اور انسان خدا پر توکل کرنیکے سبب سے اسے چاہیئے تہی ۔ اپنے تئین بالکل بے بہرہ ثابت کر دیا ۔ اس نے دوست دشمن پر اپنی سرگردانیون اور پریشانیون اور شہر بشہر نقل مکان کرنے اور کسیطرح بھی کسی اپنے حامی و ناصر سے تسلی نہ پانے سے ثابت کر دیا کہ اس کے دل پر اس پیشگوئی کی سچائی نے بڑے زور سے پنجہ مارا تہا آخر کار جو نکہ وہ اصل سچائی کے خنجر

کرنے سے جس کا مقصد اسلام پر بہتر طور پر ایمان لانا تہا محروم رہا وہ خدا تعالیٰ کی اس ہیبت ناک گرفت سے مخلصی پا سکا جسکی نسبت پیشگوئی مین خبر دیگئی تہی خدا کی پیشگوئی کی سچائی پر دشمنون نے پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی ۔ جبکہ انہون نے اپنے ضمیرون اور واقعات کے خلاف یہ مشتہر کیا کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کیا ۔ یعنی وہ عیسویت پر ایمان اور توکل مین مستقیم الحال رہا ۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے نے جو غیبی طاقتون سے معمور تہا ۔ ان بے دلیل دعوون کے مقابل مین سکوت اختیار نہ کیا ۔ اس نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ یکے بعد دیگرے چار اشتہار دیئے جنمین ایکہزار سے چار ہزار تک روپیہ کا انعامی وعدہ تہا ۔ اس شرط پر کہ عبداللہ آتھم جو اس پیشگوئی کا نشانہ تہا ایک مجمع مین کھڑا ہو کر بقسم کہدے کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کیا ۔ اس سے دو باتین حاصل ہونگی ایک یہ پیشگوئی کرنیوالے کی مسلم اور مشہود وجاہت اور اس کے تمام دعاوی ہمیشہ کیلئے خاک مین ملجا ئینگے اور ملحقاً اسے زر کثیر کے نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا لیکن عبداللہ آتھم جو اپنی بساط اور کائنات سے پورا واقف تہا قسم کہانے اور میدان مین نکلنے کی جرأت نہ کرسکا اور یون ان تمام الفاظ کی سچائی پر اور خدا کی ہستی کے ثبوت پر ابدی مہر لگا کر اس جہان سے رخصت ہوا ۔

ایک اور واقعہ جو ملک پنجاب اور ہندوستان مین باوجود سات برس کے گذرنے کے ابتک ہزارہا کانون مین زندہ اور تازہ گونج رہا ہے یہ ہے کہ آریہ قوم مین ایک شخص لیکھرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بیباکی سے بولتا تہا اس خدا کے نبی سے درخواست کی کہ اگر اس کا دعوے سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسلام سچا مذہب ہے تو اسے بھی کوئی بین نشان دکہایا جاوے مرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب قادر مطلق خدا کیطرف توجہ کی ۔ خدا نے فرمایا کہ یہ شخص چہہ برس کے عرصہ مین عذاب اور سختی کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا ۔ یہ ممکن تہا کہ کوئی رحمت اور فضل کا نشان ایسے موقعہ پر دیا جاتا جو اس شخص کیلئے حق کیطرف ہدایت کا موجب ہوتا ۔ مگر اس شخص کی ثابت شدہ سنگدلی اور بدزبانی اور دلآزاری جزائے مطابق کی سنت کے طور پر تقاضا کرتی تہی کہ اس کے وجود کے ذریعہ سے ایک ایسا نشان ظاہر ہو جو طبائع پر ایک زلزلہ اور رعب ڈالدے آخر جبکہ مقررہ میعاد کے گذرنے مین بہت تہوڑا عرصہ باقی رہگیا تہا آریہ سماج کا مشہور قوی مضبوط الجثہ اور تیس برس سے کچھ اوپر عمر کا نوجوان لیکھرام لاہور مین شباب اسیطرح جبر مارا گیا اسیطرح پیشگوئی کے حرف حرف وعدے کرتے

تہے ۔ جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہین کہ خدا کے کلام مین جو اس شخص کی نسبت نازل ہوا ۔ اسکی بھیانک موت وقت موت اور طرز موت کا ایک عرصہ پہلے وہی نظارا دکہا گیا تہا جسے وقوعہ کیوقت حاضر اور ناظر لوگون نے مشاہدہ کیا ۔ چنانچہ پیشگوئی کے ان اشعار مین جو ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

بترس از تیغ بران محمدؐ مین ایک ماتہہ کی تصویر دکہائی ہے جسکی انگشت سبابہ اشارہ کرتی ہے اس عنوان کیطرف مولیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی؛ اس شخص کی موت نے آریہ سماج کے گہرون مین وہ ماتم اور شیون برپا کیا جس کا بیان کرنا مشکل ہے تمام پنجاب مین اسطرف سے اسطرف تک ایک شور پڑگیا اس لئے نہین کہ وہ ایک آریہ سماج کا ممبر تہا بلکہ اس لئے کہ وہ آریہ سماج کے جدید مذہب اور تازہ جوشون اور نئے دعوون کا لانظیر حامی اور مونہ اور مجسم تصویر تہا آریہ سماج کو اس بات کے احساس نے بہت تکلیف دی کہ ان کے مذہب کے مخالف غلام احمد نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا مرنا ان کے مذہب کی خوفناک ذلت اور رسوائی کا باعث تہا اس لئے انہون نے اس کے بعد قاتل کی تلاش مین ان تمام انسانی زورون اور ذریعون کو استعمال کیا جو ایک طاقتور اور نو دولت قوم ایسے موقعہ پر کرسکتی ہے اس کے علاوہ رحمدل اور فیاض گورنمنٹ نے بھی ان کی مدد مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکہا مگر تعجب کی بات ہے کہ قاتل کا کوئی سراغ نہ لگا ۔ اگرچہ گورنمنٹ اور پھر انگلش گورنمنٹ جو رعایا کے حالات کے جاننے مین تمام دنیا کی گورنمنٹون سے زیادہ باخبر اور تیز بین ہے خوب جانتی تہی اور جانتی ہے اور اس بات کے لئے اس کے پاس کافی ذریعے ہین کہ مرزا غلام احمد علاوہ اس کے کہ ایک مسلم پاک زندگی بسر کرنیوالا بے شر انسان تہا جس کا دعوے اور بنیا دعوے یہ تہا کہ وہ عالم مین پاکیزگی امن اور صلح اور خدا سے سچا تعلق اور بنی آدم سے پاک محبت پہیلانے کے لئے مامور ہوا ہے ۔ اور اس کا خاندان یعنے اس کا باپ اور بہائی گورنمنٹ کے نزدیک وفاداری اور جان نثاری مین مسلم تہے ۔ اور اس لئے گورنمنٹ کو اس خوفناک قتل کے متعلق شبہ کرنے کی کوئی گنجائش تہی کہ اس کا بانی مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہین لیکن ظاہری قانون کی پابندی ایک فقرہ عاید کئے ... تائید نے گورنمنٹ

کہ حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان بھی یوسف کیطرح ایسے ہی واقعات مین مبتلا ہوگا یعنی اسکا آغاز اور انجام بلاتفاوت یوسف کیطرح ہوگا یہ قصہ ایک پیشگوئی کرنیوالے پر ایسے وقت مین وحی کیا جاتا ہے یا یون کہو کہ ایسے وقت مین اس پیرایہ مین وہ اپنے حال کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے جبکہ وہ بھی یوسف کی طرح اپنی قوم اور بھائیون کے ہاتھ سے ناگفتنی ظلمون اور بیدادگریون کے اندہے کنوئین مین پہینکا گیا تہا۔ اور اس کنوئین سے نکلنے کیلئے اس کے ہاتہون مین کوئی زمینی سامان اور مادہ نہ تہا۔ اس کے بالمقابل اس کے حریف یوسف کے ظالم بہائیون سے بدرجہا زیادہ قوی بدرجہا زیادہ باسامان تہے مگر کیسے جلال اور پر شوکت پیرایہ مین یہ آواز اس کے منہ سے اس کے مخالفون کے کانون مین پڑتی ہے لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین یوسف اور اس کے بہائیون کے واقعات مین نشان ہین ان لوگون کیلئے جو اس شخص کے آغاز اور انجام اور واقعات زندگی کی نسبت دریافت کرتے ہین۔ اس بات کے ثابت کرنیکیلئے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئیان در اصل بارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی مین۔ جو یوسف کے قصے کے پیرایہ مین بیان کی گئی ہین۔ ہمین زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اس لئے اس عظیم الشان نبی کے واقعات زندگی ایسے صاف اور واضح ہین کہ کسی اور دعوے کرنیوالے کی زندگی مین اس صفائی اور وضاحت کی نظیر نہین ملتی اس یوسفی مثیلیت کے اثبات کیلئے ہم مختصراً دکہاتے ہین کہ کسطرح محمد رسول اللہ کے دشمنون نے آپکے استیصال کیلئے منصوبے کئے۔ مکہ مین تیرہ برس تک وہ دکہ دیئے جو ایک معمولی انسان کے تباہ کرنے کیلئے بہت کافی تہے۔ آخر کار مکے سے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا اور اپنے وطن سے بہت دور ایک بیگانہ سرزمین مین آپ پناہ گزین ہوئے۔ مکے کے ان قومی دشمنون نے اس مسافر پر اس اوپری بستی مین بار بار حملے کئے یہانتک کہ آخر کار مدینہ کی ... ان طاقتور قومون کو جو اسرائیل کے باقی فرزندون سے وہان سکونت پذیر تہین اور دولت اور ثروت اور طاقت مین اپنی اس پاس کی قومون مین ممتاز تہین اس مہجور خویش و بیگانہ کی تباہی کیلئے اپنے ساتہ ملا لیا غرض ایک شخص کے ہلاک کرنے کیلئے جسقدر منصوبے زمینی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ عرب کی متفق قومون نے اس نبی کے استیصال کیلئے کئے مگر جیسا کہ قبل از وقت پر تحدی پیشگوئی نے خبر دی تہی وہ کامیاب ہوا اور ایسا کامیاب ہوا کہ اسکی کامیابی کی کوئی نظیر دنیا مین نہین وہی شخص جو ناقابل بیان ظلمون کا نشانہ بنکر

ننگے پاؤن ننگے سر صرف ایک رفیق طریق کے ساتہ مردار ما بیابان مین رستون کو کاٹتا ہوا اور کمینہ دشمنون سے کترا تا ہوا بہت دنون کے بعد مدینہ مین پہونچا تہا۔ آخر دس ہزار جان نثارون کے ساتہ اس زمین مین داخل ہوتا ہے جہان سے اسکے دشمن اسے نکالکر اپنے آپکو بڑے کامیاب اور بامراد سمجہے اور اسکی ہلاکت کی خوشی پر اس زمین کے پہاڑون کی چوٹیون پر چراغان کی روشنی کرتے ہین۔ آج وہ ان کی تمام سرزمینون اور املاک پر اور سب سے زیادہ انکی مقدس معبد پر متصرف ہوکر اسکے دروازے مین کہڑا ہوتا اور ان کے تمام معبودون کو جنکی تاثیر اور ضرر اور نفع پر وہ تمام مادی لوگ بہروسہ کرتے اور انہین متصرف عالم مانتے تہے توڑنیکا حکم دیتا ہے اور اس کے سامنے وہ بڑے بڑے صنادید اور جبل اور عمائد اسیطرح کہڑے ہوتے ہین جسطرح یعقوب کے فرزند مصری یوسف کے سامنے دست بستہ کہڑے ہوئے تہے یہ وہ لوگ ہین کہ جو عرف اور شریعت اور عقل کے نزدیک اپنے ناجائز افعال کے ذریعہ سے واجب القتل ٹہہر چکے ہوئے ہین اور وہ خود بہی اس بات کو محسوس کرتے ہین کہ اب کسیطرح قابل عفو نہین وہ کامیاب انسان ان سے پوچہتا ہے کہ تم میری نسبت اب کس قسم کے سلوک کی توقع رکہتے ہو وہ کہتے ہین کہ تو کریم ابن کریم ہے۔ اسلئے ہم تجہسے توقع کرم اور رحم کی رکہتے ہین وہ ان کے جواب مین فرماتا ہے آج مین بہی اپنے بہائی یوسف کیطرح تمہین کہتا ہون لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ تمام سورہ یوسف درحقیقت اسی کے واقعات زندگی کی نسبت پیشگوئی تہی۔

اب ہم ایک طالب حق کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ ان پیشگوئیون مین اس نگاہ سے غور کرے کہ کیسے وقتون اور کیسے حالات کے ماتحت ہوکر ایک شخص زلزلہ ڈالنے والی تحدی اور دعوے سے ایک بات منہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ آخر کار حرفاً پوری ہو جاتی ہے اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ تمام پیشگوئیان ایک قادر علیم حلیم کیطرف سے ہوتی اور اس کے وجود پر ایک بین دلیل کا کام دیتی ہین۔

اسیطرح قرآن شریف مین خدا تعالے کی ہستی کے ثبوت مین بنی اسرائیل کے عظیم الشان ہادی حضرت موسےٰ کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ وہ فرعون مصر کیطرف گئے اور اسکے تخت کے سامنے کہڑے ہوکر باوجود ایک ناتوان اور ضعیف اور بے سامان انسان ہونیکے کس شوکت اور قوت سے اس متکبر بادشاہ کو کہا قد جئنٰک بآیۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ ہم تیرے پاس اپنی سچائی کا نشان لائے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ سلامت رہیگا اور اسکا مخالف ہلاک ہو جائیگا۔ اور دعوے سے کہا انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولّٰی۔

یعنی ہمکو خدا تعالے نے خبر دی ہے کہ ہمارا مکذب اور روگردان پر عذاب نازل ہوگا۔ یہان یہ بات غور طلب ہے کہ بظاہر کامیابی اور نجات کے سامان کس شخص کے پاس ہین اور غریب مسکین کون شخص ہے کیا کوئی مادی عقل کوئی مادی فراست اسوقت عین اس حالت مین جبکہ بنی اسرائیل کے منہجی نے ایک بادشاہ کو بظاہر گستاخانہ لہجے مین یہ دہمکی دی۔ یہ حکم لگا سکتی تہی کہ ان دونون سے جو کمزور ہے وہ غالب رہیگا اور جو قوی ہے۔ وہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور کیا یہ دعوے ایسے ہین کہ ان انسان کے منہ مین اگر حرفاً پورا ہو جائے کہلا ثبوت ایک قادر متکلم ہمہ علم ہستی کا نہین۔ یہان یہ امر بہی قابل غور ہے کہ کیا اس متکلم اور اس مخاطب کو کچہہ بہی واقفیت اور شعور تہا کہ کسطرح کامیاب ہوگا اور وہ کیونکر ہلاک ہوگا لیکن آخر کار قابل دید یہ امر ہے کہ ایک شخص کیلئے نجات کا اور دوسرے کیلئے ہلاکت کا سامان اسطور سے نمودار ہوا جو نہ تو ان مین سے کسی کی قدرت مین تہا اور نہ وہم و گمان مین آسکتا تہا ایک عرصے بعد حضرت موسےٰ اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر مصر سے بہاگتے ہین کچہ راستہ طے کرنیکے بعد ایک ایسی خوفناک روک سامنے نظر آتی ہے جسکو دفعہ کرنا انکی انسانی طاقت مین نہین۔ دریا اپنی پوری طغیانی کے ساتہ راہ مین حائل ہے کوئی پل نہین کوئی کشتی نہین بہاگنے والے تردد اور اضطراب مین دریا کیطرف دیکہ رہے ہین اتنے مین ایک شدید آندہی اور غبار کے نمودار ہونے اور چہٹنے کے بعد فرعون اور اسکا جرار لشکر تعاقب کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے مظلوم بنی اسرائیل ان دشمنون کو دیکہکر اپنے نجات دہندہ سے کہتے ہین۔ ”یا موسےٰ انا لمدرکون“ یعنی اے موسےٰ اسمین کوئی شک نہین اور یہ قطعی بات ہے کہ اب ہم پکڑے گئے اور ہمارے لئے کوئی نجات کی راہ اور مفر نہین۔ مگر حضرت موسیٰ انکے جواب مین کہتے ہین ”کلا ان معی ربی سیھدین“ یعنی ایسا ہرگز ہرگز نہین ہوگا جیسا تم گمان کرتے ہو اس لئے کہ میرا رب یقیناً میرے ساتہ ہے اور وہ ضرور مجہے کامیابی اور نجات کی راہ دکہائیگا اس مقام مین یہ امر عجیب طلب ہے کہ جبکہ ہزارون آدمی مشاہدہ اور تجربہ سے ایک نتیجہ پر پہونچکر پورے یقین سے کہتے ہین کہ حسب عادت اور عرف کے اب کوئی نجات اور فرار کی راہ نہین۔ ایک شخص کس بل پر ان سے بڑہکر یقین اور قوت کے لفظون مین دعوے کرتا ہے کہ ان معی ربی سیھدین کہ میرا پروردگار جسنے مجہے تمہاری نجات کیلئے پالا اور پرورش کیا ہے اور بڑے بہاری کام مجہ سے لئے ہین وہ مجہے ضائع نہین کرے گا اور یقیناً مجہے کامیاب کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے علم اور اسکی قوت کا نتیجہ نہین بلکہ یہ الفاظ اسکے منہ مین اس قادر ہستی کے ڈالے ہوئے ہین جسکا دست تصرف اس عالم کے ذرہ ذرہ پر کہلے طور پر حکمران ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت مین قادرانہ پیشگوئیون اور تحدیون سے بڑہکر اس عالم مین اور کوئی ذریعہ نہین اور قرآن شریف کی بڑی بہاری خصوصیت اور اسی کتاب کے ساتہ یہ صفت مخصوص ہے کہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت مین اور ثبوت ہستی باریتعالیٰ مین انہین علمی نشانون کو (جو ابد الآباد تک زندہ رہنے والے ہین اور کسی سائنس اور مادی علم کی طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرسکے) دائمی اور ابدی معجزہ قرار دیا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

ہم ثابت کر چکے ہین کہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جسنے اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنے لانیوالے کی صداقت نبوت اور ثبوت ہستی باریتعالے کو نہین متعدد پیشگوئیون پر موقوف رکہا ہے اور درحقیقت یہی ایک علمی معجزہ ہے جو قرآن کریم کے موعودون اور دلائل کے درخت کو ہر زمانہ مین علاوہ ... کے سموم اور صرصر کے مقابلہ مین سے برگ و بار نئے ثمر ہونے سے بچاتا ہے لیکن اسلئے کہ اس کا یہ دعوے جو اسنے اپنی نسبت کیا ہے کہ مین مبارک کتاب ہون یعنی خیر برکات اور ثمرات ہمیشہ زندہ رہین گے خدا تعالیٰ نے اسمین یہ خوبی رکہی ہے کہ وہ دعوے یا پیشگوئیان یا خدا سے مکالمات جو اس نے ان انبیاء کی نسبت بیان کی ہین جن کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اس کے حقیقی پیروون مین وہ علامتین ہمیشہ پائی جاتی ہین۔ چنانچہ ہر زمانہ مین قرآن شریف کی برکات سے نور حاصل کرنیوالون نے اس زمانہ کے موافق ان باتون کے ثبوت دیئے ہین لیکن اسوقت ہم گذشتہ داستانونکو چہوڑکر حال کے زمانہ کے ایک خادم قرآن کا ذکر کرتے ہین جسنے اس علمی اور عقلی زمانہ مین بڑی قوت اور دلیری سے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکو وہ تمام معجزات اور طاقتین اور صفتین دیگئی ہین جو تمام انبیاء کی نسبت قرآن شریف مین مذکور ہوئی ہین ہم قطع نظر ان تمام بلند اور عجیب اور واقعی دعوون کے جو اس انسان کامل نے کئے ہین اور منجملہ ان کے بین ثبوت دیئے ہین اس مضمون کے موضوع کے لحاظ سے صرف انہی پیشگوئیون پر التفا کرتے ہین جنکی مقدار امور غیب پر مشتمل ہونیکے سبب خدا تعالے کی ہستی کا بین ثبوت ملتا ہے منجملہ ان کے ایک وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے چوبیس پچیس برس پیشتر براہین احمدیہ مین لکہی گئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو دنیا کے مختلف ملکون مین مختلف قومون اور مذہبون کے ہاتہون مین موجود ہے اور وہ پیشگوئی یہ ہے یاتون من کل فج عمیق یاتیک من کل فج عمیق۔ یعنی لوگ تیرے پاس زمین کے اطراف اکناف سے جوق جوق آئینگے اور تیرے پاس زمین کی ہر طرف سے تحائف اور ہدیے آئینگے۔ یہ ایک پیشگوئی سے قریب

(جاری)

مرزا غلام احمد صاحب کی خانہ تلاشی کیطرف متوجہ کیا۔ ناگہان ایک دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ اپنے ماتحت افسرون کے قادیان مین آیا اور مرزا صاحب کے تمام کاغذات اور کتابین جہان جہان پڑی تہین بڑی محنت سے ان کی پڑتال کی جس سے غرض یہ تہی کہ شاید اس قتل کے متعلق کوئی سبیل تجویز کردہ خط و کتابت پائے ہوئے منصوبے کی اطلاع ملجاوے مگر سچائی نے ان افسرون کو بڑی صفائی سے اپنا پلہ پاک کرکے دکہایا۔ ممکن ہے کہ کسی ناواقف اور غور نہ کر سکنے والے دل مین یہ شبہ اندر یا اتبک قایم ہو کہ یہ خفیہ قتل مرزا صاحب کے اشارے سے ہوا ہو اور جیسا کہ کبہی کبہی ہوتا ہے اسباب تحقیق و تفتیش کی عدم تکمیل کے سبب سے اس امر کی پردہ اندازی نہ ہو سکی ہو۔ لیکن یہ ملاحظہ اس شبہ کو بڑی صفائی سے رد کرتا ہے جب دیکہا جاوے کہ مرزا صاحب کے گرد و پیش کون لوگ رہتے ہین ان کے تمام امور مین خواہ جلوت کے متعلق ہون خواہ خلوت کے اگر کچھ مداخلت اور مشاورت ممکن ہو سکتی ہے۔ تو کن لوگون کی ہے ایک گروہ ایسا ہے جو زمانہ کا پورا مزاج شناس خوب سرد و گرم سے واقف نئی تعلیم کی معراج پر پہونچا ہوا گہری نگاہ سے دیکہنے والون ہر ایک امر کو تنقید اور تحقیق کی محک پر کسنے والے۔ بی اے ایم اے تک ڈگری یافتون نوجوانون کا ہے ایک گروہ بوڑہے سن رسیدہ خدا کے لئے یا سچائی کے لئے سچائی کے سیکہنے اور سچائی کی حمایت کیلئے دولت جاہ اور دنیوی وجاہت کو چہوڑکر نہایت غربت اور خاکساری مین زندگی بسر کرنیوالون کا ہے ان کے چال چلن دوست اور دشمن مین بے داغ بے عیب اور معروف ہین ان کے علم اور فضل اور تقوے اور دیانت داری اور راستبازی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ سچ کے لئے جان اور مال اور آبرو کا دینا انہین آسان سے آسان ہے اور باطل اور جہوٹ ان کے نزدیک ہر مکروہ شے سے زیادہ مکروہ ہے رات دن قرآن شریف کی تعلیم اور اشاعت مین سرگرم ہین۔ ایسا ہی مختلف جنسون اور مذاقون کے لوگ جن کا درحقیقت ایک ہی مقصد سچائی کو دیکہنا اور سچائی کو حاصل کرنا ہے اس جگہ بیٹہے ہین۔ ان مختلف طبقون کے لوگون کو بڑے وثوق سے یہ یقین ہے کہ اس مدعی نبوت کی زندگی کا پبلک اور پرائیویٹ حصہ روز روشن کیطرح عیان ہے انہین بصیرت سے یہ یقین ہے کہ ان کے سوا مرزا صاحب کی تدبیرون اور تجویزون کو عملدرآمد مین لائیگا اگر کوئی ممکن آلہ ہو سکتا ہے تو وہی ہین بار بہ پس سب لوگ . . . .

. . . . اس ذوق اور ایمان سے بہرے ہوئے ہین اور ہر وقت اور موقع پر شہادت دیتے اور دینے کو تیار ہین کہ لیکہرام کی موت کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے سنہ مین عالم الغیب قادر مطلق خدا نے دی اور وہ آخر کار اسیطرح پوری ہوئی جسطرح تمام راستباز نبیون کی باتین پوری ہوا کرتی ہین وہ اس بات پر بلاتذبذب ایمان رکہتے اور دلائل اور قراین سے اپنے ایمان کی پختگی اور صحت پر ناز کرتے ہین کہ انکی احمدی قوم مین سے کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہین ہوا۔ اگر پیشگوئی کی طرف سے اسکے الفاظ سے صراحت یا کنایۃً سے یا اسکے اعمال و افعال سے کسی قسم کی بو اس کارروائی کے متعلق انہین محسوس ہوتی تو سب سے پہلے اس سلسلہ اور اس کے بانی کو سخت نفرت سے چہوڑنے والے وہی ہوتے اس لئے کہ اس انسان کو انہون نے راستبازی اور سچ کی خاطر قبول کیا تہا۔ اور اس راہ مین جو قربانیان ممکن ہو سکتی تہین انہون نے اپنے ہاتہون سے دی تہین۔ غرض خدا کی ہستی کے ثبوت کیلئے اخبار غیب کی پیشگوئیون سے بڑہکر اور کوئی دلیل نہین اور یہ عزت اور فخر صرف قرآن کو حاصل ہے کہ جیسا شروع مین اس کے لانیوالے نبی نے اپنے منجانب اللہ ہونے کیلئے ان علمی اور بین ثبوتون پر اپنا مدار کار رکہا تہا اتبک ہی وہی بابرکت سلسلہ زندہ موجود ہے منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتون کے ایک یہ بات ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدی سے دنیا مین شائع کی ہے کہ قریب نوے برس تک اس کی عمر ہو گی اور اس اثنا مین اسکی آنکہین اور اس کے مفاصل ان ناتوانیون اور تباہیون سے محفوظ رہین گے جو عادتاً ایسے اوقات مین بوڑہون پر نازل ہوا کرتی ہین۔ یہ دعوے متفرق کتابون مین صاف صاف لفظون مین مشتہر کیا گیا ہے بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اسوقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکہا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعوون کے وقت مادی نگاہ مین کس قسم کی ہے یہ بات تمام واقفون پر روشن ہے کہ دو بیماریان اس شخص کے ساتہ ہمیشہ لازم رہتی ہین ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصے یعنی سر سے تعلق رکہتی ہے جس کے شدید جوش کیوقت بر داطراف کا وہ غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بہی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے دوسری بیماری جسم کے حصہ زیرین سے تعلق رکہتی ہے وہ ہے پیشاب کی کثرت اور ہضم کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا یہ دو مرض ہین اس قسم کی ہین کہ عام انسان ان مین مبتلا ہو کر بہت تہوڑی زندگی پاتے ہین لیکن باین ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا نے مجہ کو کہا ہے کہ مین تجہے حیات طیبہ کا شرف بخشونگا اور تو اتنی لمبی عمر مین ارذل عمر کے نشانون مین سے کوئی نشان نہ دیکہے گا۔ یہ دعوے بلاتکلف ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کیطرف سے ہے جسکی حکومت کا مجرا طوعاً و کرہاً ہر ایک ذرہ عالم نے گردن پر اٹہا رکہا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت مین ایسا دعوے کرنیکی کسی عام منکر کو جرأت ہو سکتی ہے تو اسکی نظیر بتاؤ ایک اور بڑی دلیل ثبوت ہستی باریتعالے پر یہ ہے کہ کوئی مامور مرسل جذام۔ برص، صرع، نابینائی، فالج اور ایسے خبیث امراض و اسقام مین مبتلا نہین ہوا جو عرف مین لوگون کے تنفر اور کراہت کا باعث ہوتی ہین۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ ایسے گہنونے امراض مین مبتلا ہوتے تو وہ اصلاح عالم کا کام جس کے لئے وہ آئے تہے کبہی پورا نہ ہو سکتا اور یہ امراض ہی ان کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہو جاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان امراض کے ذرات یا کیڑون مین تعقل و تمیز کا مادہ ہے کہ جسکی وساطت سے وہ افراد انسانی پر حملہ کرنے کے وقت ایسی کہلی تفریق کرتے ہین۔ یہ تو صحیح نہین پہر اس امر کے ماننے کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس عالم پر ایک بصیر اور خبیر اور علیم اور لطیف ہستی حکمران ہے جسکی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے درحقیقت یہ تمیز ہی بڑا نشان ہے اس قادر کے وجود پر۔ وللہ الحمد۔

عبد الکریم از قادیان۔

ہم اور ہمارے ناظرین

کئی ہفتون سے اس عنوان کے ماتحت مین ہم اپنے ناظرین کی ان کوششون اور مساعی کا ذکر نہین کر سکے جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق کر رہے ہین یا بعض عالی ہمت احباب اسکے معاونین کے زمرہ مین داخل ہو رہے ہین اسکی وجہ وہی پہلی وجہ ہی ایسا ہی اخبار کے بدیر شایع ہونے اور دو نمبرونکا مجموعہ شایع ہونیکا باعث بنی وہی پہلا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہین ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ ہوکر اپنے مرکز پر آرہے۔

الحکم کے لئے اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ خوشی کی بات ہے کہ الحکم کیلئے فی الحال عارضی طور پر ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر مل گیا ہے۔ جنکی حسن خدمات اور عمدہ کارگذاری سے امید کیجاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ بہت جلد بالاستقلال اس خدمت کے اہل ثابت ہو جائین گے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کام کا چارج لین ناظرین کو مختصر طور پر ان سے انٹروڈیوس کرا دین یہ صاحب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ہین جنکو اخبار نویسی کا عمدہ مذاق ہے اور فن اخبار نویسی کیطرف بہی توجہ ہے۔ مصر کے عربی اخبارات مین مضامین لکہنے کا شوق ہے اور مصر کے مشہور رسالہ الجامعہ مین مضامین کے مقابلہ مین انعام بہی حاصل کر چکے ہین۔

اگرچہ اس سے پہلے ان کو کسی اخبار کے ساتہ تعلق نہین رہا لیکن انکی محنتی طبیعت امید دلاتی ہے کہ وہ الحکم کیلئے ایک مفید آدمی ثابت ہون۔ غرض انکی قابلیت کے جوہر جو کچھ بہی ہون گے وہ خود الحکم مین ظاہر ہو جائین گے۔ ہم چاہتے تہے کہ وہ بہت جلد اپنے کام کا چارج لے لیتے لیکن وہ بعض مجبوریون کیوجہ سے یکم ستمبر سے پہلے چارج لے نہین سکتے۔

کاتبون کی ضرورت بدستور ہے ابہی تک کوئی کاتب نہین ملا ہے۔ الحکم کے ناظرین جو لودہانہ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ اور میرٹہ وغیرہ مین رہتے ہین اگر وہ سعی کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ عمدہ خوشخط اور زود نویس دو کاتب بکار ہین ان کو ۱۵؎ سے لیکر ۲۰؎ تک اور اس سے بہی زیادہ ۲۵؎ تک بہی تنخواہ دینے کو ہم طیار ہین۔ شرائط ملازمت اور کارگذاری وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کر لیا جاوے۔

مقدمات کے متعلق

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین فرد جرم لگ جانے کے بعد قاعدہ اور قانون کیموافق ملزم کرم الدین ایڈیٹر الحکم اور دوسرے گواہان استغاثہ پر مکرر جرح کر چکا ہے اور گواہان صفائی مین سے بہی تین گواہ گذر چکے ہین اور صرف دو گواہ باقی ہین جو ابہی تک حاضر نہین ہوئے۔ یعنی فضل الدین ایڈیٹر اخبار وفادار لاہور اور محمد حفیظ۔ ابہی تک وہ گواہ حاضر نہین ہوئے۔ اب ۲ اگست سنہ ۱۹۰۴ء اس غرض کیلئے مقرر ہوئی ہے کہ ان گواہون کی حاضری کا آخری فیصلہ کیا جاوے۔

مقدمہ حضرت اقدس مین شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور وہی فرد جرم بابو چند و لال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تہا بحال رکہا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کر لینی چاہئے۔ کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مسالہ اسمین موجود ہے اور اگر بعد غور بادی النظر مین کوئی جرم پایا جاتا ہو تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بہی طیار ہین لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اس لئے کہ ہماری مخالفت مین جہوٹ بولنا گناہ نہین سمجہا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فریق کے گواہ پیش کرین گے تو ان کے مرید ہونے کیوجہ سے شہادت کو کمزور کیا جاویگا۔ اور غیر وہ ہین امید نہین کہ وہ اظہار حق کی جرأت کرین۔ اس لئے ہم مجبور ہون گے کہ بعض علی عہدہ دارون کو شہادت مین پیش کرین جنمین انگریز بہی ہون جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دہڑہ بندی کا وہم بہی نہین ہو سکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت کے لحاظ سے جو ایسی شہادت کیلئے بکار ہے نظر کرکے جناب اگر غور کر لین تو بہت جلد فیصلہ ہو جاتا۔ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مین اس امر کیلئے موقعہ دونگا لیکن مجہے قانون دکہا دیا جاوے کہ فرد جرم کے بعد ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کیلئے ۳ اگست سنہ ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ہے۔

الہامات جو بمقام گورداسپور ہوئے

(چونکہ اخبار بدیر شایع ہوا اسلئے ۲۹ جولائی تک کے الہامات درج کر دیئے ہین) ایڈیٹر

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود۔ ۲۹ جولائی (۱) مبارک سو مبارک (۲) آسمانی تائیدین ہمارے ساتہ ہین (۳) اجوک تایسا فڈکوٹ دائیسنا + ایک پہلا الہام جو . . . ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکہایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے پر الہام ہوا

طاعون کے متعلق دو سوالوں کا جواب

ذیل میں ہم برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ ہم جواب کے ساتھ اصل خط بھی شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

حضور عالی

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کے سوالوں کا مفصل جواب دیکر اس عاجز کو ممنون و مشکور کریں گے۔ آپ کی بہت بڑی عنایت و مہربانی ہوگی۔

۱۔ فی زمانہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ جو شخص مریض طاعون کے پاس بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ رہتا سہتا ہے تو اس کو بسبب اجرام طاعون کے اس کے [بد]ن [میں] داخل ہونے سے مرض طاعون ہو جاتا [ہے۔ ر]سول اللہ نے اس بات کو نفی اور باطل [...] سرایت کرنا مرض کا ایک سے دوسرے [...] تا۔ لا عدوی ولا ہامۃ ولا صفر۔ مسلم

[ج]ب کسی جگہ طاعون پھیلتا ہے۔ تو [...] شہر والوں کی خوشی سے یا حکماً صاف ہوا اور کھلے میدان میں [حف]ظ صحت کے باہر نکل جانے کا [...] ہیں۔ مگر رسول اللہ نے حکم دیا ہے اَلطَّاعُونِ کالفا[ر] [من ال]زحف [وال]صابر فیہ لہ اجر شہید

[...] عمرؓ کے عہد خلافت میں جب [...] شام پر چڑھائی کو جا رہا تھا تب [...]ن طاعون ظاہر ہوا اس وقت [...]نے کیا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا [...]

[...]یا کسی آیت یا حدیث سے ثابت [...] دوران وبار طاعون میں لوگ [...]یدانوں میں نکل جاویں مگر اس طاعون[ی] [...]ہ شہر کے حد ہی میں رہیں۔

خادم رستم علیخان مقام آگرہ مالوہ [و]سط ہند۔ رسالہ نمبر ۳۹ مورخہ ۹ر جولائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر رستم علیخان صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۰۴ء حضور اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پہونچا۔ جس میں آپ نے یہ دریافت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا عدوی ولا ہامۃ الخ اور آج کل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ ہے۔ لیکن فی زمانہ طاعونی جگہ سے نکلکر باہر رہنا مفید پایا گیا ہے اور ایسا ہی آپ نے دریافت کیا ہے کہ طاعون کی جگہ کو چھوڑنے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حکم تھا اور گاؤں سے نکل کر کھلے میدان میں جانا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ ان سوالات کے جواب میں حسب الحکم حضرت اقدس مہدی معہود علیہ السلام آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف لا عدوی ولا ہامۃ صحیح ہے مگر اس حدیث کو دیگر احادیث کے ساتھ جو اسی بارے میں آنحضرتؐ سے مروی ہیں ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فِرَّ من المجذوم فرارک من الاسد۔ یعنی کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ پس اگر اول الذکر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں تو دوسری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امراض متعدی بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حکمت اور طبابت کے رنگ میں جو خواص اشیاء میں ہیں ان کا ابطال آنحضرتؐ نے نہیں کیا۔ بلکہ لا عدوی ولا ہامۃ فرمانے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی شئے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ مشرکین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ بسبب بت پرستی کے توہمات میں بہت غرق ہوتے ہیں اور ہر ایک خوشی یا رنج کو خدا کے سوائے کسی دیوی دیوتا یا کسی درخت یا پرندہ یا کسی اور مادی چیز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو چیچک کے وقت چیچک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور عرب بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام بت پرستیوں اور توہمات کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس واسطے آپ نے ہر بات میں توحید کا سبق دیا اور اس معاملہ میں لوگوں کے اس اعتقاد کو اڑایا کہ بیماریاں خود بخود آتی ہیں اور خود بخود چلی جاتی ہیں اور ان کو سکھایا کہ عدوی اور ہامۃ کچھ چیز نہیں۔ سب اشیاء خدا کی خادم ہیں اور بغیر اس کے حکم کے نہ کوئی بیماری پہنچ سکتی ہے اور نہ اور کوئی دکھ یا تکلیف کسی کے نزدیک آ سکتا ہے۔ یہ ایک خالص توحید تھی جسکی طرف آنحضرتؐ نے قوم کو توجہ دلائی ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اشیاء کے طبعی خواص کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ عدوی کے متعلق خود جذامی سے بھاگنے کی حدیث موجود ہے اور ہامہ کے متعلق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وہامۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ہامہ دراصل کوئی شئے نہیں تو پھر اس سے خدا کی پناہ مانگنا کیا معنے رکھ سکتا ہے۔ اور دنیا کے تجربہ و مشاہدہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حالت میں ہمیشہ طاعون یا کوئی اور بیماری اپنے خواص متعدی ہونے کے ظاہر نہیں کرتی۔ گذشتہ سال میں بہت سے شہروں میں کئی لوگوں نے بوجہ ہمدردی کے یا بوجہ معقول مزدوری کے لالچ کے یہ پیشہ اختیار کیا تھا کہ طاعونی مردوں کو گھروں میں سے اٹھا کر باہر لے جاتے اور دفن کرتے یا جلاتے اور باوجود ایسے متعفن مکانات میں داخل ہونے کے اور اپنے ہاتھ سے مردوں کو اٹھانے اور اتنی دور لے جانے کے وہ سب صحیح و سلامت رہے اور کچھ اثر اُن پر نہ ہوا اور ایسا ہی کئی لوگ اپنے عزیز مریضوں کی خدمت میں برابر مصروف رہے اور بسا اوقات وہ مریض مر بھی گیا اور متوفی کے کپڑے وغیرہ بھی پسماندوں نے استعمال کئے مگر اُن کو خدا نے بچا لیا۔ پس یہ صحیح نہوگا کہ یہ قاعدہ کلیہ بنایا جائے کہ طاعون کی مرض ایسی متعدی ہے اور اُس کی یہ خاصیت ایسی طاقتور ہے کہ ہرگز نہیں ٹلتی ایسا خیال انسان کو رفتہ رفتہ توحید سے باہر نکال لے جاتا ہے اصل بات وہی ہے جو آنحضرتؐ نے فرمائی کہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اگر آپ اس قدرت نمائی کا زبردست نشان دیکھنا چاہیں تو قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں کہ گذشتہ دو سال سے طاعون پڑتا ہے اور بہت سے واقعات موت ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ محفوظ رکھتا ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ جب دیوار بدیوار جو گھر ہیں اُن میں برابر وارداتیں ہوتی ہیں تو کس چیز نے اُن کیڑوں کو جو ساتھ کے گھر میں ہیں اس بات سے روک دیا ہے کہ اس گھر میں آ جاویں اور اگر اس گھر میں آ گئے ہیں تو کس چیز نے اُن کو روک دیا ہے کہ اپنے فعل سے وہ بالکل بیکار پڑے ہیں۔ کیا یہ واقع امر اس کے واسطے کافی دلیل نہیں ہے کہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے اور دراصل عدوی اور ہامہ کچھ شئے نہیں ہے۔

ایسا ہی طاعونی علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے متعلق اصل حدیث اس طرح ہے۔ الطاعون رجز ارسل علیٰ طائفۃ من بنی اسرائیل فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ۔

یعنے طاعون ایک عذاب ہے جو یہود کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جس وقت تمہیں خبر لگے کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو اسمیں نہ جاؤ اور اگر تم اس شہر میں پہلے سے موجود ہو اور طاعون واقع ہو جائے تو پھر ایسا نہ کرو کہ وہاں سے بھاگ کر کہیں اور جگہ چلے جاؤ۔

یہ حدیث آپ کے سوالات پر اور نیز طاعون کے عام حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہے۔

اوّل فلا تقدموا سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے طاعون کے متعدی ہونے کے خواص کیطرف سے اشارہ کرکے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسے جگہ پر جا کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

دوم۔ اگر ایک جگہ پھیل جائے تو وہاں سے دوسرے شہروں میں پھیلنے کے ذریعہ کو لا تخرجوا فرارا کا حکم سنا کر روک دیا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص گندی ہوا سے یکدفعہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے اندر کا مادہ خراب اُس صفائی کی برداشت نہ کرکے جلد بھڑک اٹھتا ہے اور اگرچہ اپنے شہر میں وہ شخص بخیریت ہوتا ہے تاہم دوسرے شہر میں اگر وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نیز اُس کی بیماری اس تمام شہر کے واسطے موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ پس اس بات سے رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مطعون شہر سے بھاگ کر دوسرے شہروں کو خراب کرتا پھرے اور اگر اس بات پر ہندوستان میں عمل ہوتا تو بہت سے مصائب سے لوگ بچ جاتے۔ لیکن یہ اخراج اس وقت منع ہے جب کہ طاعون واقع ہو جائے یعنے خوب پڑ جائے لیکن ابتداء ابتداء میں نکل جانا فلا تقدموا کے حکم سے نکلتا ہے جب آدمی دیکھے کہ کسی جگہ طاعون پڑنے لگا ہے تو پھر وہاں رہنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس واسطے وہاں سے نکل جانا جائز ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے

اور بہو دکے ساتہہ اُس کی خاص مناسبت ہے اور اُس کے آیندہ واقع ہونے کے متعلق آنحضرتؐ نے اس حدیث مین ایک اشارہ کیا ہے اور سمجہایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو ایسے وقت مین نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ بیہودہ خصلت ہو جائین اور تمہارے درمیان بہی ایسا ہوگا اور اسوقت تم نے ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ پس یہ پیشگوئی اس زمانہ مین پوری ہوئی ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور سوچے اور فائدہ اٹہائے + لیکن یہ بات کہ آدمی اگرچہ دوسرے شہرون مین نہ جائے تاہم یہ مناسب ہے کہ اُسی شہر کے ارد گرد اچہی ہوا مین جا رہے۔ یہ بات بہی اسی حدیث سے اور آیت **والرجز فاھجر** سے ثابت ہے۔ کیونکہ جب طاعون ایک رجز ہے اور رجز اور رُجز مترادف الفاظ ہین جن کے معنے مین گندگی تو انسان کو چاہئے کہ گندگی سے بچنے کی کوشش کرے طبعًا بہی جب آدمی کے کپڑے میلے ہو جاتے ہین تو وہ اُن کو بدلتا ہے اور مکان کی صبح شام صفائی کرتا ہے اور جس جگہہ بدبو ہو وہان سے اٹہہ کر اور جگہ جا بیٹہتا ہے۔ پس جب گلی کوچون مین طاعون کی گندی ہوا پہیل جائے تو ایسی گلی کوچون کو چہوڑ دینا اور اچہی ستہری جگہ جا بیٹہنا فطرتًا ایک عمدہ اور مفید امر ہے اور اسی پر عمل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت جبکہ نشیب زمین مین طاعون پڑا تو اُن اصحابہ کبار کے مشورے کے بعد جو حضرت رسول کریمؐ کی صحبت سے اکثر مستفیض ہو چکے تہے فوج کو وہان سے ہٹا کر اونچی جگہ یعنے پہاڑی پر چڑہا دیا تاکہ اُس جگہ کی گندی ہوا سے سب بچکر صاف ہوا مین آ جا دین اور انتشار موجب صفائی ہو جائے حضرت عمرؓ کا یہ فعل قرآن شریف اور حدیث قدسی کے متابعت کے مطابق تہا

اور یہ حدیث جو اپنے تحریر کی ہے کہ **الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ لہ اجر شھید**۔ یعنی طاعون سے بہاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جنگ سے بہاگنے والا اور اُس مین صبر کرنے والے کیواسطے شہید کا اجر ہے + یہ حدیث بہی ویسی ہی ہے جیسا کہ عدوی والی حدیث یعنی طاعون کو بجائے خود ایک قادر مقتدر چیز سمجہہ کر انسان کو اُس سے خوف نہین کہانا چاہیئے بلکہ اس کو خدا کے ماتحت مین اور خدا کا ایک خادم سمجہنا چاہیئے اور اس سے بہاگ کر دوسرے شہرون مین جانا انسان کو نجات نہین دیسکتا بلکہ خدا کے حکم کے مطابق انسان کو چاہیئے کہ اپنی جگہ پر قیام رکہے اور صبر کرے پہر اگر حکم خداوندی کی اطاعت مین مارا بہی جائے تو بسبب اس اطاعت اور صبر کے اُس کے واسطے شہید کا سا اجر ہے۔ یہ معنے تو اس حدیث کے صاف ہین۔ لیکن اصل مین اس حدیث شریف مین ایک پیشگوئی ہے۔ یعنی ایک زمانہ مین ایک ایسا طاعون پڑیگا جو مومنون اور غیر مومنون کے درمیان جنگ کا حکم رکہتا ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مین کافر بذریعہ جنگ کے جو اُن کے لئے عذاب الٰہی تہا ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی اُس زمانہ مین غیر مومن بذریعہ طاعون کے ہلاک ہون گے اور اُس وقت دو قسم کے لوگ ہون گے۔ ایک وہ جو غیر مومن ہون گے وہ طاعون کو بُرا مانین گے اور اُس سے بہاگنے کی کوشش کرین گے مگر اُن کے واسطے کوئی مفر نہ ہوگا وہ اس جنگ مین بہرحال ہلاک ہون گے۔ اور دوسرے مومن ہون گے جو طاعون کو ایک نشان الٰہی سمجہین گے اور اُس کی قدر کرین گے اور وہ اُن کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا اور وہ صبر کے ساتہہ اُس کے نتائج کو دیکہین گے۔ اگر ان مین سے فوت بہی ہو جائے گا۔ تو جیسا کہ جہاد کے وقت مرنے والے مومن شہید ہوتے ہین ایسا ہی وہ بہی شہید ہون گے۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیشگوئی ہے جو اس زمانہ مین آکر پوری ہوئی ہے۔ امید ہے کہ یہ بیان آپ کے لئے کافی ہوگا۔ اور اگر کسی اور مین شبہ باقی ہو تو پہر تحریر فرماوین۔ والسلام۔

آپ کا خادم

عاجز محمد صادق۔ گورداسپور

تقریر حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء ۱۰ بجے صبح کے

۱۔ **تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمات اللہ** ۔ الآخرہ۔

پہر سوال ہوا کہ اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا ہے + فرمایا۔ کیا کلمہ کے یہ معنے ہین کہ اب الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا اور کیا اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہرگز نہین۔ اس کے معنے تو یہ ہین کہ اللہ کے سوائے کوئی حاکم نہین اُس نے تفصیل کے ساتہہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب دی ہے وہ بہی اس کو جانتے ہین کہ ضرور یہ رب کی طرف سے ہے۔ تیرے رب کی باتین پوری ہو چکی ہین اون کو کوئی بدلا نہین سکتا۔

کیسی سیدہی بات ہے۔ کلمہ بات کو کہتے ہین۔ پہر کیا لا مبدل لکلمات اللہ کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ قرآن کو کوئی شخص غلط نہین لکہہ سکتا۔ یا کیا حافظ لوگ بعض وقت اس کو غلط نہین پڑہتے۔ پہر کیا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ کوئی شخص اُس کو بدلا نہین سکتا۔ یا کیا آیندہ کوئی کلمہ نازل نہین ہوگا۔ بلکہ اس کے معنے تو یہ ہین کہ جو کچہہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تیرے رب کی بات صدق اور انصاف سے ٹہیک پوری ہوئی اور کبہی کوئی اللہ کی باتین بدلا نہوالا نہین۔ جو کچہہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا پورا ہو کر رہتا ہے۔ مثلاً فرمایا **انا لننصر رسلنا**۔ تو ہمیشہ پورا ہوا۔ نبی کریم کو تسلی دی کہ تیرے ساتہہ بہی وعدے ہوئے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور تیرے دشمن ناکام ہون گے یہ باتین پوری ہو کر ہی رہین گی۔ پس تیرے رب کی باتین سچی ہین یعنے جو کچہہ پیشگوئیان خدا نے رسول کی نسبت بتلائی ہین یہ اٹل ہو کر رہینگی اور ضرور پوری ہونگی۔ مثلاً کفار مکہ کو کہا **تجزون بما کنتم تعملون**۔ یہ اٹل ہے۔ اور ضرور بدلہ ملکر رہیگا پہر کیسی پوری ہوئی۔

پہر کیا یہ لوگ مال خرچ کرین گے تیری مخالفت مین لیکن نگران کو اُس کے خرچ پر سوائے افسوس کے کچہہ نہ ملیگا اور مغلوب کئے جاوین گے۔ کیا یہ بات اٹل پوری ہوئی کہ نہین۔ کیونکہ وہ تو۔ عہد تہا۔ ہین۔ یعنے سچ ہو کر رہنے والی ہین ایک دفعہ عروہ نے آنحضرتؐ سے آکر کہا کہ یہ تمہارے ساتہہ مختلف قومون کے لوگ ہین۔ ایک جتہا نہین۔ یہ تمہارے اڑے وقت پر کام نہین آوین گے اور مین اس کا تجربہ کار ہون۔ تمہین اس مین ندامت ہوگی۔ مگر یہ اُس کا ظن تہا۔ اور یہ ظن غلط نکلا۔

اب بہی لوگ اسلام کی بربادی کے سامان تلاش کر رہے ہین۔ مگر دیکہو کہ انہین کے گہر مین اسلام گہستا جاتا ہے۔ اور ایک دن انکا یہ ظن کہ اسلام برباد ہو جائیگا غلط نکلیگا۔ یہ کیسی سیدہی بات ہے کسی احمق نے اسی آیت پر یہ بہی کہا ہے کہ انجیل مبدل نہین ہوئی ہم کہتے ہین کہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ انجیل جو مسیح کی زبان مین تہی یہ نہین۔ کیا مسیح اردو یا انگریزی بولتا تہا۔ سوائے اس کے لا مبدل کے معنے اور کوئی بن سکتے ہی نہین۔

پہر فرمایا ہے۔ **قد جاءک نبای المرسلین**۔ یعنے گذشتہ انبیاء کی باتین تیرے پاس پہونچی ہین یعنے جس طرح ان کے مخالف ہمیشہ ہلاک ہوتے رہے اسیطرح اب تیرے مخالفون کی بات بہی اٹل ہے۔ پہر فرمایا ہے۔ **انا لننصر رسلنا**۔ کیا یہ پوری ہوئی کہ نہین۔ مثلاً مرزا صاحب کی مخالفت پر لوگون نے کتنا زور لگایا ہے۔ مگر وہی **لا مبدل لکلمات اللہ** کیسا پورا ہو رہا ہے۔ اندر ہی اندر کشش ہو رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس کو ٹلا دیوے۔

۲۔ عربی سیکہنے مین ہماری یہ رائے ہے کہ عربی پانچ قسم کی ہوتی ہے پہلے سوچے کہ اس کو کونسے قسم کی ضرورت ہے۔ اوّل قرآن کریم کی عربی۔ یہ تو قرآن ہی پڑہنے سے آویگی۔ دوئم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی۔ یہ آنحضرتؐ کے کلمات یعنے احادیث کے پڑہنے سے آویگی۔ سوئم۔ صحابہ و تابعین و آئمہ دین کی عربی۔ یہ صحابہ و تابعین آئمہ دین کے اقوال پڑہنے سے آوے گی۔ چہارم ان بدمعاشون اور شہدون کی جاہلیت کے اشعار اور خطبا کی عربی۔ جو زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین۔ یہ اون کے اشعار و خطب پڑہنے سے آویگی۔

اب قرآن کے سیکہنے کے اصول یہ ہین۔ اوّل تقوےٰ۔ تقوےٰ کے متعلق ابتدائی حالت اتنی تو ہو کہ ایک شخص پہلے طور پر گو خدا کی ہستی کو نہین جانتا۔ مگر جتنے علوم دنیا مین شروع ہوئے ہین پہلے فرضی طور پر شروع ہوئے ہین۔ جیسے یوکلڈ۔ یہ بات فرض سے شروع ہوئی اور انجینیرنگ اور اسٹرانومی تک جا پہونچی۔ مگر بشرطیکہ فرض سچا اور مفید ہو پہر خدا کی ہستی کو غیب الغیب رنگ مین فرض کرے۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ **یؤمنون بالغیب**۔ اور اُسی طرح اپنے رنگ مین پکارے۔ او غربا اور مساکین کی مدارات اور درد کرے۔ اور فرضی طور پر ہی یہ بہی مانے خدا کسی کو کچہہ عطا بہی کرتا ہے مکالمہ بہی ہوتا ہے پہر فرضی دعا، امداد سے کام لے۔ اس کے سوا سیدہی راہ مل سکتی ہی نہین۔ دیکہو ایک پولیس انسپکٹر کو ایک کہ فلان شریف آدمی کے گہر مین اپنا مال مسروقہ رکہا ہوا ہے وہان پہونچ کر تلاشی لے لیتا۔ نہین کرتا کہ یہ تو چور اور رہ کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ بالغیب کہتے ہین۔ پہر دعاؤن مین اعلےٰ درجہ فاتحہ ہے۔ یہ سیدہی اور صاف یہ ایک ایسی دعا ہے کہ اگر اس نہ ہو تو کوئی مذہب اس سے اور نہ اس کی مثل لا سکتا ہے۔ مینے ایک برہمو سے پوچہا کہ تمہارا کیا ہے اُس نے کہا دعا مینے کہا کہتے ہو کہا کسطرح۔ مینے کہا مشابدہ وہ کیونکر۔ مینے کہا تم اپنی کوئی اعلےٰ درجہ

دعا رسنا دو تو سہی۔ پہر اس کو شرم آگئی اور کچہہ دیر چپ ہو کر کہا کہ آپ ہی سنا ئیں میں نے کہا دعوے تمہارا اور سناؤں میں۔ خیر اس کے اصرار کرنے پر۔ میں نے سورہ فاتحہ میں بہت ساری باتیں مد نظر رکہکر سنانا شروع کیا تو اس نے جہٹ نوٹ بک نکالکر نوٹ کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اصل دعا یہی ہے۔

پہر قرآن سمجہنے کا خاص قاعدہ جو میرا اپنا مجرب ہے پہلا تو یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ دوسرا۔ تقوی کے بعد جب قرآن پڑہے تو اپنا خیال واعتقاد۔ اپنا ارادہ اپنی خواہش۔ مقدم نہ رکہے۔ بلکہ یہ خیال رکہے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا وہی میرا ایمان ہوگا۔ پہر دعا کر کے شروع کرے اور یوں یقین کرے کہ یہ قرآن اس وقت مجہپر نازل ہو رہا ہے۔ میں آدم ہوں یا فرشتہ یا ابلیس و شیطان۔ میں فرعون ہوں یا موسے۔ وغیرہ وغیرہ کل قرآن کو اپنے اوپر چسپان کرتا جاوے۔

پہر ایک نوٹ بک پاس ہو جو بات سمجہ میں نہ آوے اس کو اس میں درج کرتا جاوے پہر جب اسی طرح ایک دور قرآن کا ختم کرے تو پہر۔ بیوی کو بلاوے کہ آؤ اب دو شخصوں پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پہر اسی میں بھی ایک نوٹ بک رکہے۔ پہر تیسری دفعہ خاص خاص دوستوں۔ احباب اور خادموں کو اور بچوں کو بلا کر سناوے۔ کہ اب ان سب پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پہر چوتہی دفعہ عوام مسلمانوں کو سناوے۔ اور پانچویں دفعہ غیر مذاہب کو سناوے۔ اسطرح پر خدا تعالے رفتہ رفتہ کل مشکلات کو حل کر دیگا مجہے ایک دفعہ الہام ہوا۔ کہ قرآن کے متعلق کوئی مخالف تم پر اگر کسی قسم کا اعتراض کریگا تو ہم تمہیں فوراً حل بتا دینگے۔ پہر میں نے تو ان متذکرہ بالا طریق سے قرآن سیکہا ہے۔

۳۔ مسیح کے متعلق۔

لڑکے چار قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جو بالکل باپ کے خط و خال اور عادات و اطوار۔ بلکہ امراض بہی۔ لیکر آتے ہیں۔ دوم وہ جو باپ کے نہ ہوں اور ماں اور اس کے رشتہ داروں کے رنگ پر ہوتے ہیں۔ سوم وہ جو نہ ماں اور نہ باپ اور نہ ان کے رشتہ داروں کے طرز پر ہوتے بلکہ بالکل نرالے ہوتے ہیں۔ چہارم وہ جو طرز انسانیت سے باہر ہوتے ہیں۔ بلکہ صرف چارپایوں کی طرح پر ہوتے ہیں۔

اسمیں سر یہ ہے کہ جس وقت نطفہ رحم میں جاتا ہے۔ تو ہزارہا عورتیں ایسی ہوتی ہیں اس کل پانی کو باہر نکالدیتی ہیں۔ انسان گن نہیں سکتا کہ کتنی دفعہ جماع کیا اور صرف ایک بچہ پیدا ہوا۔ پہر جنکی اولاد ہوتی ہے اون کی کثرت سے تو منی خارج ہو جاتی ہے اور ایک تہوڑا سا خاص حصہ اندر رہجاتا ہے۔ باقی سب باہر چلا آتا ہے۔ اور چہاتک پہر میں سے صرف ایک کیڑی کے برابر اندر رہتا ہے اس میں بہی سیکڑوں جانور ہوتے مگر وہ بہی سب ضائع ہو جاتے۔

مثلاً دیکہو آم کے پہول۔ پہلے ان کو آندہیاں ضائع کر دیں یا پہر کیری کو کچہہ تو جانور کہا لیتے اور کچہہ انسان اور بہت سارے حصہ کو اس میں سے ہی ہوا گرا دیتی۔ پہر جو باقی رہتے اس میں سے چٹنی۔ اچار اور مربہ کیواسطے توڑے جاتے۔ پہر جو ان سب صدموں کے بعد باقی رہجاتے وہ بہی سارے کے سارے ایک دم نہیں پکتے۔ پہر مصلحت الہی ایسی ہی کر کروڑ در کروڑ پہول میں سے سو پچاس پہل پکتا ہے اسی طرح عورت کو بہی ایک شہوت کا جوش ہوتا ہے۔ بس علم والے لوگ جانتے کہ جسطرح مرد کے اندر سے رطوبت نکلتی اور اوسیقدر عورت کے اندر سے بہی نکلتی ہے اور وہ بہی اوسیطرح ضائع ہوتی جسطرح مرد کی۔ پہر لکہا ہے کہ کوئی خاص حصہ ماں کا اور کوئی خاص حصہ باپ کا اسمیں پیوست ہو جاتا ہے اور اسکی یہ شکل بنتی ہے۔ (۵) پہر اس کے درمیان والا ٹکڑا اسمیں سے نکلکر الگ جا کہڑا ہوتا پہر اس کی یہی شکل بنجاتی ہے پہر اس کا درمیانی ٹکڑا الگ جا کہڑا ہوتا اور اس کی پہر یہی شکل بنتی علے ہذا القیاس ایک عرصہ کے بعد ایک مدور شکل میں ایک اسطرح کی صورت بنتی

پہر ان کل شکلوں میں سے جو ہزار در ہزار ہوتی ہیں صرف ایک کا بچہ بنتا باقی سب ضائع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتہہ کتنا بڑا ایک لوتہڑا نکلتا۔ جو وہ ضائع شدہ اجزا ہوتی ہیں اسمیں سر یہ ہے کہ جو حصص کچہہ قابلیت رکہتے ہیں وہ چن کر الگ کر دیئے جاتے ہیں پہر اون کے اخلاق اور عادات اس بچہ میں آجاتے ہیں۔ اسمیں غذاؤں اور ملکوں کی آب و ہوا کا بہی کچہہ حصہ ہوتا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ جس جزو کا بچہ بنا ہے وہ ماں کا ہو یا باپ کا۔ جہاں باپ کا ہونا نہ ہو تو وہاں ہی مرزا صاحب نے لکہا ہے۔ کہ مریم کا خاوند کوئی شخص یوسف نامی تہا۔ رہی یہ بات کہ مسیح کس کے نطفہ سے تہا۔ پہر اب ہمیں تو ویسے بہی یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ وہ بچہ باپ کے اجزا سے ہوتا ... یا ماں کے اجزا سے پیدا ہوتا ہے

سیکڑوں باپ ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی عمر کے بیسیوں برس کوشش میں ضائع کر دیئے اور کوئی بچہ پیدا نہوا فقط۔

متقی کون ہے

۱۹ جون ۱۹۰۴ء

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اگر جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتا متقی کو تو ترسان اور لرزان ہونا چاہیے کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ چوبیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجہے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اُس سے مواخذہ نہیں کرتا اس طرح سے تو دنیا میں اندہیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اٹہا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہیں سورہ نور میں بہی منکم لکہا ہے قساوت قلبی اور بہائم کیطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تہے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بہی ہو چلے کسوف و خسوف بہی ہو لیا۔ طاعون بہی آگئی۔ حج بہی بند ہوا ان سب باتوں کو دیکہکر اگر اب بہی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقوی ہے ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتوں کا کہ تم کو سوال کرنیکا حق پہونچتا ہے وہ پوچہو۔ ہاں یہ نہیں ہوگا کہ قرآن شریف تو کچہہ کہے اور تم کچہہ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ کب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چہت پہاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقوی اس بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کیجاوے سچے تقوے کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکہ لیوے کہ تقوے والوں نے کیا کیا کام کئے۔

روح اخوت

مذکورہ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض ہمری بہائی ایسے ہیں کہ انہوں نے بیعت کی ہوئی ہے اور راہنما بہی رکہتے ہیں اگر بعض اقوال و حرکات اُن سے بیجا ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض اُن میں سے احادیث کے قائل نہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہیں ہوتے۔ خدا تعالے بہی قرآن شریف میں مومنوں کے طبقات بیان کرتا ہے منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات پ۲۲ کہ بعض اُن میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تہی۔ ایمان میں بہی اور عمل میں بہی۔ لکہا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا مسجد بنانے کے لئے طلب کیا اُس نے عذر کیا اور کہا کہ مجہکو آپ درکار ہے اب یہ اسقدر گناہ کی بات ہے کہ خدا کا رسول مسجد کیلئے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونے کے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابہ تہے کہ جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے سر کٹوا لئے۔ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ایک سال انسان کچہہ کرتا ہے دوسرے سال کچہہ۔ لیکن اگر بدظنی کریں تو اسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہے اور ہم اُسے ایک دو دن دوا دیکر نکالدیں۔ اور پورے طور پر لگ کر اُس کا علاج نہ کریں۔ ہمارا کام تو رات دن اُن کے لئے دعا تضرع اور ابتہال میں لگا رہنا ہے سالکین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑکر لوگوں سے متنفر ہوتے رہیں ابہی یہ لوگ قابل رحم ہیں اور خدا تعالے انکی اصلاح کے سامان کر رہا ہے علاوہ ازیں سب ایک درجہ کے نہیں ہوتے صحابہ میں سے بعض اس درجہ کے تہے کہ عنقریب نبی کے درجہ پر پہونچ جاویں اور بعض ادنے درجہ کے جیسے دریا میں موتی بہی ہوتا ہے اور مونگا بہی اور سیپ بہی اور دوسری اشیاء مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بہائی کا عیب دیکہکر اُس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اُس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بہائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تہے ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے [illegible]

صوفی سے شکایت کی اُس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اسکی شکایت کرتا ہے اور حیا کر اُتنا نہیں لاتا۔ وہ اسیوقت گیا اور اُسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے ہیں کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اٹھا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تہا کہ تو نے اپنے بہائی کی غیبت کیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچہا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی مین اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمین نہین ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُس کا نام بہتان ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا ۲۶ اسمین غیبت کرنیکو ایک بہائی کے گوشت کہانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بہی ثابت ہے کہ جو اسمانی سلسلہ بنتا ہے ان مین عیب کرنیوالے بہی ضرور ہوتے ہین اور اگر یہ بات نہین ہے تو پہر یہ آیت بیکار ہو جاتی ہے اگر مومنون کو ایسا ہی مطہر ہونا تہا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پہر اس آیت کی کیا ضرورت تہی۔ بات یہ ہے کہ ابہی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہین جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹہتا ہے۔ بعض مین کچہ طاقت آگئی ہے پس چاہیئے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اوس کے لئے دعا کرے اور اگر دونون باتون سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجہے۔ جب خدا نے انکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہیئے کہ کسی کا عیب دیکہکر سردست جوش نہ دکہایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے قطب اور ابدال سے بہی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکہا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بہی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہین ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُس کی اصلاح کیلئے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بہائی کو ترک نہ کرنا چاہیئے بلکہ اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہین ہے کہ عیب دیکہکر اسے پہیلاؤ اور دوسرے سے تذکرہ کرتے پہرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہین مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکہکر اُسے نصیحت کیجاوے اور اس کے لئے دُعا بہی کیجاوے دعا مین بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بہی نہین کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم ۴۰ دن اُس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔ خدا داند و پوشد و ہمسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہین ہوتا اور شور کرتا پہرتا ہے۔ خدا کا نام ستار ہے تمہین چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہین ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ مین جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اسکی اشاعت اور غیبت کیجاوے۔

شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے ایک ان مین سے حقایق و معارف بیان کیا کرتا تہا اور دوسرا جلا بہنا کرتا تہا آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب مین کچہ بیان کرتا ہون تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہین سکتا۔ جبتک رحم۔ دعا۔ ستاری اور مرحمۃ آپسمین نہ ہون۔

مرثیہ

برشہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیر کوٹلہ

یاد سے بہولا نہ تہا ابتک غمِ آلِ عبا
دشت کابل مین کہچا پہر نقشہ کرب و بلا

توگل باغ حیا پژ مردہ آب وفا
باد صرصر بد دماغون نے پریشان کر دیا

سرزمینِ وحشیون مین کیا پڑا معاعلائے علم
گردن سید پہ ستے ہین سدا تیغ جفا۔

یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف
جو شہ کابل کا تہا اخوند زادہ سہ لقا

جس نے اپنے ہاتہ سے رکہا تہا شہ کے سر تاج
کیا ہی بخشا شہ نے ان کو تاجپوشی کا صلا

کسطرح اُس بیگناہ کو لائے مقتل مین کہ ہو
سنگساری کے لئے وہ سنگدل اور پرخطا

وہ گلوئے نازک اور وہ شدتِ طوقِ گران
اور وہ زنجیر سلاسل مین مقید دست و پا

صف بصف نازان کہڑے سب کہ لو کیا رسالہ
دل مین لیکر پہلا پتہر مارنے کی التجا

ضرب اوّل سے سرِ اقدس جہکا سوئے زمین
جان بحق تسلیم ہوکر ذات کو سجدہ کیا

اور کہا یا رب رہے دائم امام مسیح جو
جان کی کچہ پروا نہین ہو جانکے انپر ہون فدا

دیکہ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تہا فرشتون کی زبان پر آفرین و مرحبا

حشر مین کیا عالمون پر یہ نہین ہوگا سوال
تم مسلمان تھے۔ یا خونریز سبط مصطفا

اے دل اللّٰہ پڑہ تو روح سید پہ درود
تاب لکہنے کی نہین پر سوز سنکر مرثیا

صبر کر قربان کہ ہوگی حق و باطل مین تمیز
روز قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

(البدر)

تعبیر الرؤیا

اخویم مفتی محمد صادق صاحب نے الحکم مورخہ ۲۴ جون مین جو میری رؤیا کی تعبیر ظاہر فرمائی ہے وہ واقعی درست معلوم ہوتی ہے یہ تاویل مفتی صاحب کے وسعت علم و صحت فراست پر دال ہے کیونکہ اس رویا کے بعد مین نے خواب مین دیکہا ہے کہ میرے ہاتہ مین ایک چہوٹی سی سونے کی ڈبیا ہے جسکا منہ کہلا ہے اور وہ روپیون سے بہری ہوئی ہے معبرین نے معانی و اشکال اور اوصاف و خواص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک چیز جو خواب مین دیکہی جاوے اوس کی تاویل اوس کی عربی وغیرہ نام و شکل و اوصاف و خواص سے لینی چاہیئے

ابن سیرین فرماتے ہین الذھب لا یحمد فی التاویل لکراھۃ لفظہ و صفرۃ لونہ و تاویلہ حزن و غرم مال۔

یعنی اگر خواب مین سونا دیکہا جاوے تو اس کی تاویل اچہی نہین ہوتی کیونکہ لفظ ذہب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رائی کا کچہ چلا جاوے گا یعنی کچہ نقصان ہوگا اور سونے کا زرد رنگ بہی اچہا نہین لہذا اس کی تاویل غم و نقصان مال ہے۔

والفضۃ یحمد فی التاویل لحسن لفظہ کالفیض والفضل والفوز والفائدۃ والفرح و صفاء لونہ۔ یعنی اگر کوئی شخص خواب مین چاندی دیکہے تو اوسکی تاویل اچہی ہوتی ہے کیونکہ لفظ فضۃ فیض و فضل اور فوز و فائدہ اور فرح پر اور اس کا رنگ صفائی وخوشی پر دلالت کرتا ہے میری پہلی اور دوسری رؤیا ایک ہی واقعہ پر دلالت کر رہی ہین کیونکہ دونون رؤیا مین ذہب و فضہ کا واقعہ ہے سونے کے خواص و اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس غم و نقصان کے بعد نتیجہ تقویت دل و فیضان و فضل ہوگا۔

پس مجہے خواب مین ذہب یعنے سونے کا ایک ٹکڑا اور فضہ کے بہت ٹکڑے دکہائے جانے سے یہی مراد ہے کہ تہوڑے سے غم و نقصان کے بعد فضل و فیضان و فائدہ و فوز بکثرت حاصل ہوگا اور یہ بات ان مع العسر یسرا کے مطابق ہے کیونکہ ہر عسر کا لازمی نتیجہ یسر ہوتا ہے۔ میری دانست مین اس رؤیا کا واقعہ اس رؤیا کے دکہائے جانے کے بعد مجہ پر واقع ہو چکا ہے اور اب فضل و فیضان ایزدی کا امید وار ہون کیونکہ آجکی رات کو مین نے خواب مین خالص چاندی یعنے بہت سے روپے دیکہے ہین۔ معبرین لکہتے ہین والدراھم تدل علی الکلام فان کانت جیادا فانھا بکلمۃ و کلام حسن و قضاء حاجۃ او صلاۃ و عد والدراھم عدد اعمال البر والدراھم الواسعۃ تدل علی دنیا واسعۃ یعنی روپے کسی بات پر دلالت کرتے ہین اگر خواب مین کہرے روپے دیکہے جاوین تو ان سے مراد علم اور اچہی بات اور روائے حاجت اور نماز کی اور بہت سے روپے اعمال نیک اجر ابہت سے پہل پر دلالت کرتے ہین اور کشایش رزق دنیاوی کی خبر دیتے ہین۔

بہر حال رؤیا مین اشیائے مرئیہ کے معانی و اشکال و خواص کا لحاظ رکہنے سے صحت تعبیر مین مدد ملتی ہے عربی زبان مین اکثر الفاظ کا پہلا حرف اپنے معانی مقصودہ پر دال ہوتا ہے۔ جس لفظ کے پہلا حرف ذال یا نون واقع ہو اسمین خرد جرو پراگندگی و ریختگی و ذہاب کے معنے پائے جاتے ہین مثلاً ذہب یعنے سونا۔ اور چلا جانا۔ ذاب یعنے گلنا گداختن۔ ذرہ یعنے پراگندہ۔ ذرے جو ہوا مین اُڑتے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی مثال نون۔ مثلاً نفق۔ خرچ کرنا مال سے مال مفید کا نال کر خرچ کرنا۔ نفث۔ جو خون سینہ سے نکلے۔ نفذ۔ نفوذ۔ جاری کرنا و جاری ہونا۔ نثر۔ پراگندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس لفظ کے پہلے حرف جیم و نون آوین وہان خفا و پوشیدگی کے معنے پائے جاتے ہین مثلاً جنین جو بچہ ماں کے پیٹ مین ہوتا ہے جنت جس مین کثرت سے درخت ہون اور وہ درختون سے چہپی ہوئی ہو۔ جُنّہ۔ ڈہال کو کہتے ہین جس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو چہپا کر کسی کے حملہ سے بچائے۔ جن۔ ایک پوشیدہ مخلوق الٰہی کو کہتے ہین جو ہماری نظرون سے چہپے رہتے ہین۔ پوشیدگی عقل۔ عقل کا در پردہ ہونا۔ جس لفظ کے پہلے حرف ق آوے اسمین توڑنے اور قطع کے معانی پائے جاوین گے۔ مثلاً قرض۔ مال

قصہ کاٹنا کہ کسی کو دینا۔ قصم۔ دانتون سے توڑنا۔ قص۔ کاٹنا۔ چہوٹا کرنا۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے قصوا الشوارب یعنی مونچہون کو کاٹو۔ قسم۔ بانٹنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ قصر۔ کوتاہ کرنا۔ چہوٹا کرنا۔ کم کرنا۔

سکہ کی ابتدا اسلام میں

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان سکوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر (۳ و ۴) کے غالباً وہی سکے ہیں جن کے ابتدا میں ضرب کئے جانے کا علامہ مقریزی نے ذکر کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مورخوں کے جو بیانات در بارہ تقدیم و تاخیر ہیں اُن میں در اصل کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ رومی طرز کا سکہ پہلے سے ضرب ہوتا تھا مگر خاص عربی عبارت کا سکہ ۷۶ھ میں ضرب ہوا۔ اگر دوسرے پہلو سے ان سکوں پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ کس قدر آہستہ آہستہ خالص اسلامی سکہ کی ترویج کے لئے راستہ صاف کیا گیا ہے۔ سکہ نمبر (۱) میں تو کوئی تصرف سوائے اس کے نہیں کیا گیا کہ کوفی خط میں لفظ "بحمص" لکھدیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سکہ ممالک اسلامیہ میں مضروب ہوا ہے اور دوسری طرف اس خیال سے کہ لوگ اس کو جدید سمجھ کے کہیں برا یا جعلی نہ سمجھیں لفظ "طیب" منقوش کر دیا گیا۔ دوسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قائم رکھکر بسم اللہ کو داخل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف رفع شک کیلئے پھر لفظ طیب لکھا گیا ہے۔ تیسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قائم رکھکر ساتھ کے ساتھ اپنی مذہبی اعتقاد کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک طرف دو صلیبوں کے مابین "محمد رسول اللہ"۔ اور دونوں طرف حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" لکھدیا گیا۔ تثلیث و توحید کا یہ عجیب اتحاد ہے اور اس سکہ پر "طیب" کے لفظ کے نہ ہونے سے پایا جاتا ہے کہ اب لوگ اسلامی سکہ سے مانوس ہو چلے تھے۔ چوتھے سکے سے اور بھی ترقی ظاہر ہوتی ہے کہ علامت صلیب غیر موجود ہے۔ اور پانچویں سکے میں تو خالص وحدانیت کا اظہار ہے گویا کہ ایک سورت بھی موجود ہے۔ چھٹے سکہ میں پوری طرح یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ سکہ خلیفہ اسلام کا ضرب کیا ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھ بنظر احتیاط علامت صلیب کو قائم رکھا ہے گو کہ اسکی شکل ایسی بدل دی ہے کہ چاہو تو اُسے کچھ اور سمجھ لو اور رفع شک کیلئے لفظ "واف" بھی لکھدیا ہے۔ یہ چھ سکے سب ہیں اور اس سے بھی اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آہستہ آہستہ خلائق کو خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے تیار کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایک تو تعداد میں زیادہ ہوتا ہے دوسرے امیر و غریب سبھی کے ہاتھ میں جاتا ہے تیسرے اُس کی قیمت اس قدر کم ہوتی ہے کہ کسی کو شبہ ہو جائے تو بھی اس کا چلن مشکل سے رک سکتا ہے۔ جب عام طور پر ان ناقص اسلامی سکوں کو رواج ہو گیا اور ممالک مقبوضہ میں بھی وہ بے تکلف چلنے لگے اور ادھر مسلمانوں میں بھی خالص اسلامی سکہ پر تصویر ہونے سے ایک قسم کی برہمی پیدا ہو گئی عبد الملک نے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا ہی ۷۶ھ ہجری میں خالد بن یزید کے مشورہ سے خالص اسلامی سکہ جاری کیا۔ اس سکہ میں وہی عبارت تھی جو سکہ نمبر (۷) میں ہے۔ جو ایک سال بعد کا ہے۔ اس میں تمام رومی و عیسوی علامات ترک کر کے صاف صاف لفظوں میں خدا کی وحدانیت اور رسول کے نبی برحق اور دین اسلام کے صراط مستقیم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور عیسائیوں پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان کا دین باطل اور ہمارا دین حق ہے۔ ان پر زور جملوں کے کندہ کرنے سے قیصر روم کا جواب دینا مقصود تھا۔ اور شاید یہ پولٹیکل خیال بھی ہو کہ ایسے پر جوش فقرے کندہ کرنے سے سکوں کے مروج ہونے میں مسلمانوں کے مذہبی جوش سے بھی مدد ملے گی لیکن میرے خیال میں اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان پر جوش الفاظ سے تثلیث کے مقابلہ میں توحید کی خوبی اور عظمت کا اظہار ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بے جان تصویروں سے فصیح الفاظ زیادہ موثر اور معنی خیز ہوتی ہیں جب یہ سکہ جاری ہوا تو اُس پر سورہ اخلاص کے کندہ ہونے سے مسلمانوں میں پھر ایک جوش پیدا ہوا کہ سکہ ایک ایسی چیز ہے جو مطہر اور غیر مطہر سب کے ہاتھ میں جاتا ہے اس لئے اُس پر ایسی متبرک سورۃ کا منقوش کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اُس سے اعلائے کلمۃ اللہ مقصود تھا اس لئے اس قسم کی نکتہ چینیوں کی پرواہ نہیں کی گئی اور وہ چند روز میں خود بخود دب گئیں۔ سکہ نمبر (۸) کے دیکھنے کے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالص چاندی کا تھا۔ اور چونکہ اُس کا دور برا تھا اس لئے اس میں چند الفاظ اور بھی بڑھا دیئے گئے۔ ہر قسم کے سکوں کے نام آخر تک وہی رہے جو رومیوں میں قدیم سے مروج تھے غرضیکہ ۱۰۵ھ ہجری تک سکہ کی یہی صورت رہی مگر سنہ مذکور میں اس قدر ایجاد اور ہوئی کہ دار الضرب کا نام بھی لکھنے لگے ۱۲۸ھ ہجری میں ابو مسلم خراسانی بنی عباس نے اپنا سکہ جاری کیا اور اس میں اپنی دعوت کے اعلان کیلئے بعض عبارتوں کا اضافہ کیا اُسکی صورت یہ تھی۔

طرف اول۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" اس کے گرد میں "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اور حاشیہ پر "بسم اللہ ۰ ضرب ۰ فی ۰ سنہ ۰ ثمان ۰ وعشرین ۰ ومئۃ ۰"۔

طرف ثانی۔ وسط میں۔ "اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد" حاشیہ پر حسب معمول "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون" مگر علامات وقف نہیں ہیں۔

یہ پہلا سکہ ہے جو علاوہ خلفائے وقت کے کسی شخص نے چلانے کی جرأت کی لیکن اس باغی نے بھی اصلی عبارت کے بدلنے کا خیال نہیں کیا بلکہ فقط ایک ایسی عبارت بڑھا دی جس سے اُسکی پالیسی کا اظہار ہوتا تھا اگرچہ کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ لیکن غالباً اس امر کا بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خلفائے بنی عباس میں پہلا درہم جو عبد اللہ السفاح کی ۱۳۲ھ ہجری میں تخت نشینی کے بعد مضروب کرایا اس میں بھی بنی امیہ کے درہم سے کچھ زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ بلکہ تقریباً اس کو اسی حالت پر قائم رکھا البتہ وہ آیات قرآنی جن کے منقوش کئے جانے پر اہل تقویٰ کو اعتراض تھا۔ خارج کر دیگئیں۔ اسکی صورت یہ ہے:۔

طرف اوّل۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" حاشیہ پر "بسم اللہ ضرب ہذا الدرہم بالکوفہ سنہ اثنین وثلثین ومئۃ"

طرف ثانی وسط میں "محمد رسول اللہ"

حاشیہ پر "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون"۔ اس میں منصور کے زمانہ میں اس قدر اور ترمیم ہوئی کہ طرف ثانی میں ولیعہد کا نام بھی اسطرح پر درج ہونے لگا۔

بما "امر بہ المہدی محمد بن امیر المومنین"

اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کا نام لکھا جانا شروع ہوا اور ہارون الرشید کے زمانہ میں یہ رواج عام ہو گیا کہ جس صوبہ کے دار الضرب میں سکہ مضروب ہوتا تھا وہاں کے والی کا نام بھی اُس پر منقوش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر درہم اور بعض دینار ہمارے ذخیرہ میں بھی موجود ہیں۔ اسلامی سکہ بنی عباس کے دور کے آخر تک تھوڑے اختلاف سے قریب قریب اسی شکل پر رہا۔ چونکہ قدیم سے سکہ اور خطبہ علامت شاہی سمجھا جاتا رہا ہے اور مسلمانوں میں صدہا حکمران خاندان ہوئے ہیں اس لئے اسلامی سکہ کا مضمون نہایت دلچسپ اور اُس سے تاریخ پر گہری روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن اُس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔

چونکہ مجھکو کئی سال سے سکوں کے جمع کرنے کا خبط ہو گیا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے بہت سے سکے جمع کئے ہیں۔ اور اس فن شریف میں کسی قدر ملکہ حاصل ہونے کے لئے سخت محنتیں بھی کی ہیں۔ اس لئے اگر زمانے نے فرصت دی اور ناظرین نے اس مضمون کو پسند کیا۔ تو کبھی کبھی خاص خاص خاندان کے سکوں کے حالات لکھے جایا کریں گے (محمد عزیز مرزا)

صدر چودھویں

ملفوظات احمدیہ

۱۲ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء بوقت ۱۱ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ احمدی جماعت کے جو لیتے ہیں کہ طاعون سے ہم بچے رہیں گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا ہے

قادیان پر طاعون کا اثر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہ رہیگی بعض ایسی ہونگی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دیں یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیگی ویرانہ اور تھہ اجڑے ہوئے کھنڈرا ہو جائینگی۔ اُن کا کوئی نشان بھی نہ رہے گا لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلاں بستی تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملے گا گویا طاعون جاروب دیگی جو کہ دنیا سے صاف کر اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑیگی بعض قریے ایسے ہوں گے کہ جنکو کم و بیش عذاب چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے ان کا نام نہ مٹایا جائیگا۔ صرف سرزنش طور پر کچھ عذاب انہیں نازل کیا جائیگا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائیگا بہت سے شہر فنا ہوں گے گر وہ فنا نہ ہونگے اسیطرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو دوسری قسم میں شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریہ سے مراد یہی ہے کہ اور طرح ہمارے گاؤں کو طاعون جاروب بالکل تباہ نہ کرے گی کہ لوگ تلاش کریں

کہ کہاں قادیان واقع تہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیوں کو جسطرح خدا اسکو تباہ نہ کرے گا بلکہ یہی رہیگی الا بطور نازیانہ کچہ سزا دے کر اس کو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار مجلسوں میں بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ (انہ اوی القریہ) سے مراد یہی ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ طاعون جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو۔

خدا نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالےٰ بغیر عذاب کے چہوڑ دے۔ ایکطرف تو قرآن میں یہ لکہا ہے کہ طاعون سے کوئی بستی خالی نہ رہیگی اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰے یغیروا ما بانفسہم کے الہام سے ظاہر ہے یعنے لوگوں نے جب اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بہڑکایا اور بدعملیوں نے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقوےٰ و طہارت کی ہر ایک راہ کو چہوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کی فسق و فجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتھ دہو دیا دہریت اندہیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا۔ تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکہیں اور اسکی طرف رجوع کریں بعض بستیاں مہلکوہا میں داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی اور بعض معذبوہا میں داخل ہوں گی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ قادیان مہلکوہا میں داخل نہ ہوگی یہی مراد الہام انہ اوی القریہ سے ہے گناہوں کی سرزنش کرنے کیلئے خدا نے یہاں بہی طاعون نازل فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنے قادیان مہلکوہا میں داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوہا میں داخل نہیں کیا گیا جو بچے ہیں اور جو بچیں گے وہ تمہارے اکرام کیوجہ سے بچیں گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے ایک طرف تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتےٰ یغیروا ما بانفسہم۔ دوسری طرف انہ اوی القریہ کے اگر یہ معنے ہوں کہ قادیان بالکل بچیگی تو ان دونوں کے درمیان تضاد واقع ہوتا ہے۔ دو ضدین جمع نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے کبہی انہ اوی القریہ کے یہ معنے نہیں کئے۔

طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی میں آئیگی یہ بہی عجیب بات ہے کہ جہاں کسی نے دعویٰ کیا کہ فلان مقام میں طاعون نہیں تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ دہلی والوں نے بڑے زور سے لکہا تہا کہ دو وجوہ سے وہاں طاعون نہیں آتی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بہت صفائی رکہتے ہیں دوسرے مجتہدوں کا وہاں نہ ہونا۔

اب گزٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بہی طاعون آ گئی۔ لاہور کی نسبت کہا جاتا تہا کہ اسکی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ اسمیں طاعون کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں بہی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابہی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکہیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی گاؤں اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جائیگا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہیں گے لیکن یہ حالت کبہی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمروں تک چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعے اسی نے برباد کر کے جنگل کر دیئے۔ شہروں کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سینکڑوں کوس ایسے غیر آباد کئے کہ جانور بہی زندہ نہ رہے اس کے آگے تو بڑے بڑے شہر بہی کچہ حقیقت نہیں رکہتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بہی اگر چاہے تو دو تین دن میں صاف کر سکتی ہے۔

۴ جون ۱۹۰۴ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک لفظ جو بولتا ہے۔ وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پہر عذاب کے لئے تیار رہے کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکہیاروں کا دکہ اٹہاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پرواہ نہیں کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالےٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتہم پر پتہم زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے۔

الیٰ ربک یومئذن المستقر

اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے کیونکہ اس دن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ طاعون کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آویگا۔ آخر مستقر خدا تعالےٰ ہی ہوگا۔ لوگ جب اس کو مانیں گے تب وہ اس سے رہائی دے گا۔

این المفر بہی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسرے آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے۔ مگر طاعون میں کوئی مفر نہیں ہے۔ صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبہی منسوب نہیں ہو سکتا جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پاوے گا یہ وہی دن ہے جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم۔

ویدک مت کے لطائف

ایک اور لطیفہ سنئے۔ ویدک تعلیم کے رو سے تمام نباتات بہی آریوں ہی کی مسخ شدہ اور متناسخ شدہ روحیں ہیں۔ یجروید باب ۱۹ منتر ۷۴ کا ترجمہ بہومکا مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۶ میں ملاحظہ ہو۔ ایشور کا ایدیشن ہے۔ اس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنم سنتے ہیں۔ ایک آدمی کے جرم کا حاصل کرنا۔ دوسرے نیچے کے درجے کے۔ حیوان پرند کیڑے۔ درخت وغیرہ بننا۔ انہی دونوں بہیدوں سے سب دنیا کی روحیں اپنے اپنے پاپ اور پن کے پہل حاصل کر رہے ہیں۔ اور ستیارتہ پرکاش صفحہ ۳۳۸ میں ہے۔ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ کام بد کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ کیا اب بہی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دیانندی پنتہ فلسفہ کا گہر ہے۔ جو شخص نباتات میں بہی آریوں کی روحیں گہسی ہوئی اعتقاد کرتا ہے اور نہ صرف نباتات میں بلکہ درخت کے ساتہ ابہی وغیرہ کا لفظ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ دیانندی لوگ پتہر کنکر۔ خاک۔ دہول۔ چیزوں میں آریہ پرشوں کی روحیں گہسی ہوئی مانتے ہیں۔ وہ بہی دنیا میں فلسفہ کا نام لے یا کسی طرح کی شیخی بگہارے۔

این خیال است و محال است و جنون

دیانندیو! اگر واقعی تمام درختوں اور نباتات میں تمہارے بہائی بندوں ہی کی روحیں متناسخ شدہ اور عقوبت میں گرفتار ہیں۔ تو آپ لوگ سبزی اور نباتات وغیرہ کہاں اپنے پیٹ میں ٹہاٹہس ڈال رہے ہیں یہ کیا بات ہے کہ تم اپنے بہائی بندوں کو اپنے ہاتہوں سے اس طرح تلف اور ضایع کرو۔ آپ کو ان پر درد اور رحم کیوں نہیں آتا کیا انصاف ہے کہ ہری ہری سبزی اور عمدہ عمدہ درختوں کو کاٹ کر اپنے بہائیوں کی متناسخ شدہ روحوں کو دکہ اور ایذا پہونچاؤ۔ کیا ایشر سبزی کہانے کا حکم دیسکتا ہے۔ جبکہ یہ بہی تمہاری مانند جیو آتما ہیں کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کہلا دے۔ ستیارتہ صفحہ ۹۲

اور کیا اگر درخت وغیرہ نباتات میں بہی دیانندیوں ہی کی روحیں گہس رہی ہیں۔ تو گہاس پات کو اس پارٹی پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور پہر تم لوگ گوشت کہانے پر مسلمان اور دیگر اقوام کو کیوں منع کرتے ہو جبکہ آپ سبزی و نباتات کی شکل میں اپنے بہائی بندوں کا گوشت کہاتے ہو۔ تم بہی سبزی ترکاری۔ درخت وغیرہ کا استعمال کیوں نہیں چہوڑتے۔ تاکہ دنیا تمہارے وجود سے خالی ہو کر خس کم جہان پاک کا مصداق ہو۔ لمحے ملے وہ مذہب جو گہاس پات سبزی درخت وغیرہ میں انسانی روحیں (جیو آتما میں تسلیم کرے۔ وہ دوسرے کے مذہب پر اعتراض کرنے کی جرات رکہے

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبیست

بہائیو یہ تو اس زمانہ کا ویدک دہرم ہے۔ جب دنیا ساری جاہل تہی۔ اور گہاس پات درخت وغیرہ ہر شے میں انسانی روحیں مانتی تہی۔ اب سائنس کا زمانہ ہے اس قسم کے باطل اعتقادات اور بیہودہ خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور خدا سے ڈرتے ہوئے دین اسلام پر ایمان لاؤ۔ جو دنیا کے تمام انبیاء اور اولیاء رشیوں مہاتماؤں کا مذہب تہا۔ ویدوں نے نہ کبہی مکتی کا راستہ دکہایا اور نہ دکہائیگا۔ ابہی وقت ہے ورنہ خطا کہاؤ گے گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہیں۔

سے اس بیان سے وید کی قدامت کافور ہو رہی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وید دنیا کے ابتدا کی نہیں۔ بلکہ اس وقت کی ہیں جبکہ اس قسم کے تجربہ عام ہو چکے تہے اور سننے سنانے تک نوبت آ پہونچی تہی اس کے سوا سننے والا کون ہے۔ خدا یا انسان اگر خدا ہے تو کس سے سنتا ہے اگر انسان ہے تو وید خدا کا الہام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فتدبر۔

ایک اور لطیفہ لیجئے۔ ویدمین دھرم اودھر رچائین مین کہ اے ایشور ہم کو دودھ دینے والی بھلا گھوڑے گائین وغیرہ وغیرہ عطا فرما۔ چنانچہ منجملہ ایک منتر یہ کہ گائے بھینس کی درخواست۔ اے پرمیشور آپ کی عنایت سے ہمیں اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائے بھینس بکری وغیرہ جانور۔ اور زمین۔ حواس عالم کی روشنی اور راحت وخوشی وغیرہ بخوبی حاصل ہون اور سب چیزین ہمارے موافق مین۔ اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہوتے علاوہ گھر مین آیا۔ بیٹھنے کا سامان عمدہ اور گھی اور شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خورد ونوش موجود ہون۔ مذکورہ بالا چیزون کو مین اپنی حفاظت اور ساتھ کے لئے ہم پہونچاتا ہون ان کے حصول سے مجھ کو عمدہ بہبودی مین اعلےٰ مقصد انسانی یا موکش کا ساتھ اور دنیوی دولت یعنی اقبال وحشمت نصیب ہو۔ اور ہم دوسرون کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونون قسم کے سکھ کو ترقی دین (یجر وید ادھیائے ۳ منتر ۴۳) مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۰۱۔

پھر وید مین ایشور کا ارشاد ہے۔ پرمیشور اس راج مین جہان دھرم کی پابندی ہوتی ہے قائم ہوتا ہون جس ملک مین علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام مالوف ہے مین اس راج مین فوج کے گھوڑون اور بیلون دولت عطا کرتا ہون (یجر وید ادھیائے منتر ۱۰) بھومکا صفحہ ۱۴۱۔

پھر یجر وید ادھیائے ۱۲ منتر ۷۸ مین ہے۔ بوٹیون کی مانند سکھ دینے والی سندر دوان اتا مین تیرے نزدیک ہو کر نصیحت کرون اے مردی والی نیک اولاد مین تا تیرے گھوڑون وغیرہ کے گائے وغیرہ۔ زمین وغیرہ کرتے وغیرہ۔ اور جان کی خالص خدمت کرون

پھر یجر وید ۵ باب ۲۸ منتر مین ہے اے بچہ والے مہمان کی بی بی جیسے تو اپنے بچون اور ہاتھی۔ گھوڑون گائے وغیرہ حیوانون سمیت اپنے گھر مین بڑی مستحکم ہے ویسے ہی بچہ پیدا کرنے والا تیرا خاوند بھی بڑا مضبوط ہے۔ تو دونون میان بی بی گگل وغیرہ خوشبودار چیزون سے آسمان وزمین کو بھر دو اے بچہ جننے والی عورت تو بے حساب دولت والی اپنے بچہ سمیت

اب تو اور تیرا خاوند دنیا کو سایہ کر تہ بالا ہو جاؤ

دیانند یوا! کیا اس پر بھی وید کو ایشور کرت یعنے یعنی خدا کا کلام مانو گے۔ کیا وہ خدا جس نے تمام جانورون کو ان کے اعمال کی سزا مین حیوانی قالب بخش رکھا ہے۔ آپ ہی یہ دعا سکھا سکتا ہے کہ لوگو اس ایشور سے گائیان۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے۔ گھی۔ اور شہد وغیرہ وغیرہ مانگو۔ کیا وہ آپ ہی ایسی دعا کی ہدایت دے سکتا ہے۔ جس سے خدا کی نافرمان۔ پاپی۔ اور مورد غضب حیوانات پیدا ہون۔ کیا ایشور کی خود ایسی مرضی ہوسکتی ہے کہ لوگ ضرور گائیان۔ بھینس۔ بکری اور شہد کی مکھیان وغیرہ بنین تا کہ دوسرے آریون کے کام آئین۔ اگر سارے ایسے نیک اعمال ہو جائین تو ان چیزون کا۔ تو ان چیزون کا تو وجود ہی نہ ہوگا۔ پھر ایسی دعا سکھانا اور تعلیق بالمحال کیا خدا کا کام ہوسکتا ہے اور جس کتاب مین ایسی ایسی قابل اعتراض باتین لکھی رکھی ہین کیا وہ خدا کا کلام ہوسکتا ہے۔ کیا خدا خود ہی ان چیزون کے مانگنے کی ہدایت کرسکتا ہے۔ جن کا وجود گناہون اور پاپون پر موقوف ہے۔ اے ہے آریو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا؟ کیا اسلام کی مخالفت کی یہ سزا نہین ہے۔ جو ایسے ایسے بیہودہ اعتقاد کے قائل ہو گئے۔ سوچو اور غور کرو۔

پھر آریہ مسافر میگزین جالندھر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰ مین ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے جسطرح بار بار ہل جوت کر کھیتی کیجاتی ہے اسطرح وہ پرمیشور میرے لئے اعلےٰ چیزون اور جمادوشمنون کے ساتھ گئو وغیرہ مفید جانورون اور غلہ کو میری ضرورت کے موافق بار بار حاصل کراتا ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ گائے وغیرہ مفید جانورون کے پیدا ہونے کو احسانات الہٰی مین سے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ گائے وغیرہ حیوانات کا جسم لینا غضب الہٰی کا نشان ہے۔ نہ خدا تعالےٰ کی رحمت یا احسان کا اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے برخلاف اسمین یہ دعائین ہوتی۔ اے خدا تعالےٰ انسان کو گائے وغیرہ کے جنم لینے سے محفوظ رکھ دنیا مین کسی انسان کو گھوڑا یا گائے نہ بنا کر ان مغضوب جانورون کی پیدائش کو احسانات الہٰی سے موقعہ نہ کرکیا جاتا اور اس وید اور تناسخ کا ایسا اثر رکھنے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وید انسان کی ادنیٰ اور سطحی خیالات کا ایک ذخیرہ جسمین بے سوچے سمجھے اس قسم کے متضاد خیالات اور متناقض بیانات بھرے ہوئے ہین جس کو حق اور حقانیت راستی اور صداقت سے تعلق تک بھی نہین ✤

تین سوالونکا جواب

حضرت حکیم الامتہ کے حضور ریاست لس بیلہ سے الحکم کے ایک معزز خریدار نے تین سوال بغرض جواب بھیجکر خواہش کی ہے کہ ان کا جواب بذریعہ الحکم شائع ہو اس لئے حضرت حکیم الامتہ نے مناسب سمجھا کہ عام فائدہ کے لئے ان سوالات کا جواب شائع کردیا جاوے
ایڈیٹر

سوال اول وان من اهل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا مین ضمیر موتہ کیون مسیح علیہ السلام کیطرف راجع نہ سمجھی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کا منشاء آیت پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہین۔

الجواب۔ قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولون کے یہ اصل یاد رکھنی چاہئے۔ کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید مین تلاش کئے جاوین اور پھر اسماء الٰہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنی نہ لئے جاوین۔ ایسا ہی تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے اور سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہ ہو۔ پھر عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہین معانی باہر نہون۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہون۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصون کے خلاف نہون۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے مین جن لوگون نے ان اصولون اور دوسرے اصولون کی پرواہ نہین کی انہون نے غلطی کہائی ہے خصوصاً نصرانیت و مخالفین اسلام اس اصل کے نہ سمجھنے کی وجہ کر اعتراض کرتے ہین اور افسوس کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بہی ان اصولون سے ناواقف ہین ورنہ ہم جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہین ان کے سمجھنے مین انہین وقت نہو تی۔

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجئے جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنے ہمارے مخالف اس آیتہ کے کرتے ہین کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیگا۔ یہ معنے اگر کئے جاوین تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہوسکتا اور قرآن مجید مین عظیم الشان اختلاف پیدا ہو جاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اسمین اختلاف نہین جیسا کہ فرمایا ہے لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ کیونکہ اس صورت مین معنے آیت کے یہ ہون گے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اس پر ایمان لے آئین اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اس وقت سے پہلے مرچکے ہونگے پھر زندہ ہو جائین گے؟ جو صریحاً باطل ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہین رکھ سکتا۔ اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائین گے۔ تو پھر کل کل نہ رہا۔

پھر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے مین یہ ہوگی کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنے اللہ تعالےٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکھیگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت تک مسیح کے منکرون کا وجود بھی رہے پھر اس آیت کے یہ معنے کسطرح صحیح ہونگے؟

اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا، فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنے ہم نے قیامت تک عیسائیون اور یہودیون مین عداوت اور بغض ڈالدیا ہے۔ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۳۔ اس آیت سے بہی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیون اور عیسائیون مین قیامتہ تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے۔ لیکن اگر آیتہ وان من اهل الکتب کے وہی معنے تسلیم کئے جاوین تو اس آیتہ کا مضمون صادق کسطرح ٹھہرے گا۔

پھر ایک اور آیتہ ہے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یہ آیت بہی اس مضمون کی ہے اور پھر ایک آیتہ لا یزال مختلفین بہی یہی ظاہر کرتی ہے۔

ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنے سے یہ امر نہایت صفائی کے ساتھ کہل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیون مین قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہیگی۔ لیکن اگر سب ایمان لے آئین تو پہر ان آیات کی معاذ اللہ۔ تکذیب کرنی پڑے گی بلکہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ اور ہماری تو سمجھ مین ہی نہین آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم کل کسطرح سکتے ہین کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بہی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہین اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہین۔

سبحان اللہ واہ یہ عجیب فلاسفی ہے زمین وآسمان کو گگل وغیرہ خوشبودار چیزون سے بھر دینا۔ اتنی خوشبودار چیزین آئین گی کہان سے۔ اور بل بہی لگین۔ تو دنیا کی دیگر اشیاء کہان جگہ پائینگی واہ آریہ تیرا فلسفہ اور واہ دیانندی پنتھ تیرا بنانے والا۔ (ایڈیٹر)

اور توراۃ میں کسی نبی کے آنے کی کوئی بشارت دی نہیں گئی۔ اگر بفرض محال ان ہی لیا جاوے کہ وہ توراۃ کو چھوڑ کر مسیح کو مان لیں گے تو وجہ اختلاف باقی رہ گئی اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیوں نے اصل مسیح کا انکار کیوں کیا؟ اسکی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تھا جسمیں مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا لکھا تھا۔ اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تھا۔ جنہوں نے ایلیا کو یوحنا بتایا۔ اب انکی دوبارہ آمد خواہ وہ بفرض محال آسمان سے ہی کیوں نہ نظر آ جائیں یہودی جب تک ایلیا کو اترتا نہ دیکھ لیں گے ان کو مان ہی نہیں سکتے۔ پس یہ خیال قرآن کریم کی ان آیات کے منشاء اور مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور مشاہدہ بھی اس کے خلاف ہے اور علاوہ مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ اور خوشی؟ اسمیں یہ تو کوئی ذکر نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوینگے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور پیرایہ میں دیکھو غلط ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیۃ کے وہ معنے کئے جاویں جو قرآن کریم کی کسی آیۃ کے متعارض واقع نہ ہوں بلکہ مصدق اور موید ہوں۔ چنانچہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں ان آیات کو جو یہاں تاویل رکیکہ کی بھی ضرورت نہیں اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں اس آیۃ سے اوپر قتل اور مسیح کے مصلوب ہونے کی بحث اللہ تعالیٰ نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا کہ قولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفع اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما۔ وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا

اور یہودیوں کے اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقینا مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر ڈالا حالانکہ انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی لیکن یہ تو ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارہ میں شک میں ہیں ان کو اس قتل کا یقینی علم نہیں وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں یہودیوں نے یقینا یقینا اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طبعی موت سے وفات دیکر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لا رہا ہو۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مختلف طرز اور رنگ میں **نفی قتل** کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے۔ اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس **قتل بالصلیب** کو اپنا **ایمان** ٹھہرا لیا ہے عیسائی تو اس پھانسی کو کفارہ کے رنگ گناہوں میں ایمان لاتے ہیں اور یہودی ان کے دعوائے نبوت کے ابطال کیلئے۔ ایسی صورت میں لیؤمنن بہ کے معنے کیسے کھلے اور صاف ہیں۔ ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لاتا رہے گا۔ امید ہے کہ اسقدر تصریح اس آیت کی کافی سمجھی جاویگی۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اسپر پھر نظر کیجا سکتی ہے

سوال دوم۔ سود کے جواز یا عدم جواز پر جو آجکل بحثیں ہو رہی ہیں جناب مرزا صاحب کا اسبارہ میں کیا ارشاد ہے۔

الجواب

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور متعدد مرتبہ سود کے متعلق مختلف پیرایوں میں پوچھا گیا ہے آنحضرت جیسا کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور تعامل اسلام سے پایا جاتا ہے ہر قسم کے سود کو حرام بتاتے ہیں اور کسی صورت میں اس کے جواز کے قایل نہیں اور رہون بھی کسطرح جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللّٰہ الربوا۔ اللہ تعالیٰ نے ربا کے محق کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس۔ یعنے وہ لوگ جو سود لیتے ہیں نہیں اٹھینگے قیامت کے دن مگر اسطرح جیسے شیطان نے مس کر کے انہیں دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اٰکل الربوا و موکلہ وکاتبہ وشاھدیہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانیوالے سکھلانیوالے اور اس کے گواہوں اور وثیقہ لکھنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس سے بڑھکر اور تہدید کیا ہوگا اللہ تعالیٰ سود کو حرب من اللّٰہ ٹھہراتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام ٹھہرایا، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تعامل اسلام میں کوئی اس کا مجوز نہیں پھر اس کے جواز کی کونسی دلیل شرعی ہو سکتی ہے یہاں تک مشاہدہ صحیحہ میں بھی اس کے خلاف ہے۔

بڑے بڑے **بنکوں** کے دیوالے نکلتے آپ نے دیکھے نہیں تو اخبارات میں ضرور پڑھے ہوں گے۔ یہ آفت اسی سود کی وجہ سے آئی ہے۔ اور ایسے باریک در باریک اسباب کے ذریعہ سے آئی ہے کہ دوسرے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

جن لوگوں [illegible] سلطنت لکھنؤ کے زوال کے [illegible] کی ہے وہ منجملہ اسباب کے [illegible] سود کو بھی ٹھہراتے ہیں جو پرامیسری نوٹوں کے رنگ میں لکھنؤ کے اعیان سلطنت میں مروج ہوا تھا اور آخر انکو اپنے روپیہ کے ضائع ہونیسے بچانے کیلئے وہ رنگ اختیار کرنا پڑا جو سلطنت کی تباہی کا موجب ہوا۔

غرض سود ہر حال میں قطعًا منع ہے

سوال سوم۔ موتیٰ کی سماعت یا کلام و طعام کے ثواب کے متعلق مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

الجواب

سماع موتے حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حاجت روا بھی ہیں مجھے ان لوگوں پر افسوس آتا ہے جو برخلاف حدیث **سماع موتیٰ** کے تو قائل نہیں لیکن مردوں سے حوائج طلب کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

ثواب کے متعلق یاد رہے کہ موتیٰ کو نفقہ کی کا دعا کا ثواب ضرور پہونچتا ہے روزہ اور حج کے ثواب کے لئے بھی احادیث موجود ہیں + کلام کے ثواب کیلئے علماء ربانی کی شہادت موجود ہے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا مگر احادیث اور آثار بھی اسی باب میں ہیں گو انہیں ضعف ہے البتہ حضرت صاحب کی زبان نہیں سنا کہ کلام کا ثواب کسطرح پہونچتا ہے۔ دعا اور جنازہ کی نماز کا ثواب پہونچنا آپ نے فرمایا ہے +

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیر باریوں سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھ اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک بیچ دیں اسلئے اس عرصہ میں جو احباب ان کتابوں کو خریدیں گے وہ نہ صرف ایک اچھا ذخیرہ کتابوں کا جمع کر لیں گے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹھہریں گے + پس ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ ذیل کی کتابوں میں اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک ہم **ایک چوتھائی**

قیمت کی رعایت کریں گے

جو چاہے فائدہ اٹھائے۔

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عمہ
آریہ دھرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰ر
تقریر نماز پیاور وحدت وجود پر خیط	۲ر
حضرت اقدس کے تیس سال پرانے مضامین الہام تناسخ۔ وید اور قرآن کا مقابلہ پر	۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت ۲ر فیصلہ آسمانی	۲ر
تشحیذ المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸ر
فک الشک ۱ر سوار السبیل نمبر ۲	۱ر
شہنہ بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عمہ
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ)	۱ر
الانذار۔ (جلسہ طاعون کی حالات اور تقریریں)	
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	۱ر
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳ر
تفسیر القرآن پارہ اول	عمہ
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۴ء	عمہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی۔۔ ۔ر وفات مسیح پنجابی	۲ر
قصیدہ ضوابط الاسرار	ر
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲ر
دعوت الحق نمبر ۱ و ۲	۱ر
سلک مرواریہ (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴ر
النصح (عید بہ بیوی کے خواص و نشانات)	۲ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیبہ)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف پچیس روپے علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

محکمۂ تفتیش اور مطبوعات کی نگرانی

چھپنے والی کتابوں کی نگرانی کا ایک محکمہ قائم ہوا اور مصنفین اور چھاپنے والے پابند کیے گئے کہ کتابیں یا تو محکمۂ تفتیش کی اجازت سے چھاپیں یا لاٹ پادری سے قابل طبع ہونے کی تصدیق حاصل کریں۔ جو شخص خلاف ورزی کرتا کتابیں تلف کر دی جاتیں۔ پریس ضبط ہو جاتے اور وہ خود ماخوذ ہو کر کلیسیا سے محروم کر دیا جاتا۔ محکمۂ تفتیش کو تاکید تھی کہ کیتھولک عقاید کے خلاف کوئی کتاب شایع نہو۔ کلیسیا سے محرومی کے علاوہ اصحاب مطابع پر سخت جرمانہ بھی ہوتا تھا۔

محکمۂ مذکور پادری ہارمینڈ اکی درخواست پر قائم کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ فلسفہ کی روک تھام ہو اور جنوبی فرانس وائل میں ابن رشد کے شاگردوں اور شاگردوں کے مستفیدین سے اندیشہ تھا کہ علم و فضل کے عام چرچے سے عیسائیت کو نقصان پہنچے گا۔

محکمہ نے نیک نیتی سے اپنے فرایض انجام دیئے اور اٹھارہ برس کی مدت میں (۱۴۸۱ عیسوی سے ۱۴۹۹ء تک) اُس کے حکم سے دس ہزار دوسو بیس (۱۰۲۲۰) شخص زندہ جلائے گئے اور چھ ہزار آٹھ سو ساٹھ شخص شہر میں تشہیر کے بعد پھانسی دیئے گئے۔ اور ستانوے ہزار تئیس (۹۷۰۲۳) شخصوں کو مختلف سزائیں دی گئیں اور عبرانی زبان میں جسقدر تورات کے نسخے تھے سب جلا دیئے گئے۔

اس مقدس محکمے میں تحقیقات کا دستور یہ تھا کہ ملزم کو حوالات میں رکھ کر سخت سے سخت سزائیں دیجاتیں۔ آخر وہ الزام کو تسلیم کر لیتا اور بے گناہ مصنف کو چار و ناچار اپنی قسمت کا آخری فیصلہ بے رحم پادری کی ناانصافی کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ لاٹران کی پہلی کونسل نے ۱۲۱۵ء میں باتفاق آرا یہ حکم نافذ کیا کہ ابن رشد کی فلسفی کتابیں جو دیکھے اُس پر لعنت کیجاوے۔ پادریوں نے ابن رشد پر۔ ابن رشد کی کتابوں پر۔ اُن کے دیکھنے والوں پر لعنت بھیجنا ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے۔ لیکن طلبگاروں کا شوق اسپر بھی معدوم نہو سکا۔

محکمۂ تفتیش نے ان مجرموں کو جو تحصیل علم کے پیچھے دیوانے ہو رہے تھے۔ سراغ لگانا شروع کیا۔ اور طلب علم کے الزام کے ساتھ تحقیقات بدعت کی بھی ایک شاخ لگا دی گئی۔ شہروں میں گھروں میں۔ تہخانوں میں مخزنوں میں مطبخوں میں۔ غاروں میں۔ جنگلوں میں۔ غرض کہ در شگاف و فوق و تحت و ہر طرف۔ جہاں کہیں مجرموں کے ملنے کا شبہ ہوتا تلاشی لیجاتی اور اس فرمان واجب الاذعان پر پورا عمل درآمد ہوتا کہ۔ میں امن و امان کیلئے نہیں بلکہ تیغ زنی کے لئے آیا ہوں۔

تارک الدنیا راہب۔ عبادتگاہوں سے۔ پادری گرجا گھروں سے۔ شہزادے اپنے مکانات سے۔ اور عوام الناس کھیتوں۔ کارخانوں اور اپنی اپنی دکانوں سے پکڑ بلائے جاتے تھے عقوبت شدید کے ذریعہ سے تہمت کا اقرار کرایا جاتا تھا اور پھر ان کے حق میں عدالت ایسی تعزیرات کی تجویز کرتی جو ایسے فتنہ انگیز مذہبی باغیوں کے سزاوار تھی یعنی قتل و احراق۔

مجمع لاٹران نے مقرر کیا کہ کنفشن کی رسم کیتھولک مذہب کے طریق پر ہوا کرے اور لوگوں کے خیالات کا اس ذریعہ سے اندازہ کیا جائے لڑکی یا بیوی یا بہن یکشنبہ کو گرجا میں حاضر ہوتی پادری صاحب آمرزش کی امید دلا کر اُس کے خیالات۔ اُس کے باپ بھائی شوہر کے خیالات دریافت کرتے۔ گھر کے واقعات پوچھتے۔ ہفتے بھر کی ہر چھوٹی بڑی جائز اور ناجائز کارروائیوں کی جانچ کرتے۔ اثنائے کلام میں اگر زبان سے لغزش ہوتی تو شبہ پڑ جاتا اور اب حسن اعتقاد کا ہزار سرٹیفکٹ پیش کیا جائے مگر وہاں تحقیقات ضرور شروع ہو جاتی۔ بالخصوص طلب علم کے اشتباہ پر فوراً تعزیری کارروائیوں کا آغاز ہو جاتا۔

یورپ میں اس مقدس محکمے کی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ علمی شغل کیطرف کسی کی توجہ ہوئی نہیں کہ طوق و زنجیر سے اُسکی تواضع نہ کی گئی ہو۔ گلیڈیس صاحب لکھتے ہیں کہ اُس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ۔ عیسائی ہو کر گھر میں اپنی موت سے مرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

۱۴۸۱ء میں اس محکمے کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت سے ۱۸۰۸ء تک تین سو ستائیس برس ہوئے۔ مقدس محکمے نے اس مدت میں تین لاکھ چالیس ہزار شخصوں کو سزا دی جن میں دو لاکھ زندہ جلا دیئے گئے۔ گویا اس گناہ عظیم کی معمولی اور ابتدائی سزا یہ تھی کہ ملزم زندگی سے محروم کر دیا جائے سچ ہے عشق ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا۔

مسلمانوں یہودیوں اور عام اہل علم کے ساتھ عیسائیوں کی خصومت

پادریوں کو یقین تھا کہ ابن رشد کی کتابیں فلسفہ کا سرچشمہ ہیں۔ ابن رشد خود مسلمان تھے اور اون کے حلقۂ درس میں عیسائیوں کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور اُن خیالات کی اشاعت میں وہ بھی متہم تھے۔ اہل اسلام اور یہود دونوں فرقوں پر کلیسیا کا غضب نازل تھا ۳۰ مارچ ۱۴۹۲ء کو حکم ہوا کہ جو یہودی اگر کسی عمر کا ہو اور مسیحی مذہب قبول نہ کرے اُس پر فرض ہے کہ جون سے پہلے ہسپانیہ سے ملک بدر ہو جائے۔ بعد اخراج پھر اگر واپس آئے تو اُس کو موت کی سزا دیجائیگی صاحب جائداد پر لازم ہے کہ املاک منقولہ و غیر منقولہ سب فروخت کر ڈالے اور دام نقد لینے کی بجائے زر قیمت کا رقعہ یا تمسک لکھا لے۔

یعنی ماہ جون میں یہودیوں کے جلاوطن ہونے کے بعد۔ اُن کے مال و اسباب پر تصرف و قبضہ مباح ہے۔ دام نقد دینا نہیں محض رقعہ لکھدینا ہے۔ دوبارہ ملک میں آسکتے نہیں پھر قیمت کسطرح وصول کریں گے۔ اسی پر کفایت نہیں کی گئی بلکہ یہ بھی حکم تھا کہ در اسپین کا کوئی باشندہ کسی کام میں یہودیوں کو مدد نہ دے۔ غریب یہودی اس طرح نکال باہر کیے گئے۔ ایک جان لیکر بھاگے تھے۔ وہ بھی نہ بچ سکی۔ صعوبت سفر کی وجہ سے اکثر راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

عیسائیت کے آسمانی مذہب ہونے کا ثبوت اُس کے طریق عمل ہی سے واضح ہے۔ سبحان اللہ اسلام پر تیغ زنی کا الزام رکھیں اور مسلمانوں کو وحشی کہیں اور خود باوجود ہزار تہذیب یہ شرمناک سلوک کریں!

تو نے سودا کے تئیں ذبح کیا کہتے ہیں
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں

فروری ۱۵۰۲ء میں منادی کی گئی کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات سے دشمنان خدا یعنی مغربی مسلمان نکل جائیں۔ قید یہ لگائی گئی کہ جو مسلمان معمودیہ قبول نہ کرے۔ اپریل سے قبل ہسپانیہ چھوڑ دے اور یہودیوں کیطرح مال و متاع کسی زمانے میں قیمت ملنے کی امید پر فروخت کر ڈالے (حکام کی مراد اس زمانے سے زمانۂ قیامت تھا) اس کے علاوہ ایک اور بھی شرط تھی کہ یہاں سے نکلکر بلاد اسلام میں نہ جائیں اور نہ ایسے راستے سے سفر کریں جس سے اسلامی شہروں میں پہنچ سکتے ہوں۔ درصورت خلاف ورزی سزائے موت دیجائیگی۔

ان خانماں بربادوں کو ظاہرا اخراج کا حکم تھا لیکن فرمان کا منشا یہ تھا (اور یہی ہوا) کہ جتنے مسلمان ہیں سب شکار اجل ہوں۔ سامان سفر ان کے پاس نہیں۔ بلاد اسلام میں وہ جا نہیں سکتے۔ عیسائی اُن کے خون کے پیاسے۔ دار الحرب میں آشتی کیسی؟ اور ہو بھی تو زاد راہ تھا نہیں بھوک سے مرنا لازمی تھا۔ پیروان انجیل نے اس دردانگیز طریقے سے ایک جماعت کثیر کی مسلمان اور صاحب علم ہونے کے جرم پر۔ جان لی اور اہل زمانہ کے نزدیک یہ عادلانہ حکم اعلیٰ مذہبی خدمت سمجھا گیا۔

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے ناز معشوقانہ تھا

یہ نہ سمجھو کہ ہسپانیہ کی مسیحی گورنمنٹ کو مسلم آزاری سزاوار ہوئی۔ نہیں اس بے دردی کا مزہ اُس کو پورا ملا اور مل رہا ہے۔ مسلمانوں کی جلاوطنی سے اس کو طرح طرح کے نقصانات پہنچے ملک کی صنعت حرفت۔ زراعت اور خوشحالی سب پہ زوال آیا اور وہی ہسپانیہ کا ملک جسکو ایک زمانے میں عیسائی باغ بہشت سے تشبیہ دیتے تھے اب وہ اسکی ہر سبزی بہشت شداد کے وجود کی دلیل بنی ہوئی ہے۔

۱۵۵۶ء میں جب فیلیپ دوم تخت نشین ہوا تھا تو اسپین کی سلطنت وسعت و آبادی کے لحاظ سے اُس وقت تمام دنیا میں ممتاز تھی۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ۔ چاروں براعظم میں اس کے سکے بیٹھے ہوئے تھے۔ اوشنیا میں اُس کا اقتدار تمام یورپ سے زیادہ تھا۔ لیکن خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ دراصل اُسی کمال کے وقت سے زوال شروع ہوا۔ حکومت میں گھن لگ گیا اور روز بروز اندر ہی اندر حالت خراب ہوتی گئی۔

ظالمانہ حکومت کا شباب اور ابتدائی ترقی خوش آیند اور نظر فریب ہوتی ہے لیکن ظالم کی عمر کوتاہ ہے فیلیپ کا بیٹا بادشاہ ہوا ہی تھا کہ اُس کے آغاز عہد میں شمال افریقہ کی اسپینش نوآبادیاں بارگشتی ہو گئیں۔ میلس، سسلی اور سیلان کو مجبوراً ہاتھ سے کھونا پڑا

۱۶۲۸ء میں مانگا، سیلون اور جاوا قبضے سے نکل گئے
۱۶۴۰ء میں پرتگال
۱۶۴۸ء میں ہالینڈ اور بلجیم
۱۶۹۷ء میں روسیلون، سارڈینیا اور جزیرہ نائی
۱۷۰۴ء میں جبل طارق (جبرالٹر)
۱۸۰۱ء میں لوسیانا۔ ۱۸۱۹ء میں ٹرینیڈاڈ
۱۸۱۹ء میں فلوریڈا۔

۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۵ء تک یعنی فقط پندرہ برس کی مدت میں میکسیکو۔ وینیزویلا، کولمبیا۔ اکویڈور، پیرو بالیویا، چیلی، ارجنٹائن۔ آماگوئے، یوراگوئے، امریکہ، وسط امریکہ سان ڈومنگو ہاتھ سے نکل گئے اور سین سلواڈور۔ اسپین چھین لئے گئے۔

۱۸۹۸ء میں کیوبا۔ پورٹو ریکو۔ فلپائن اور مارین قبضے سے نکل گئے اور اسطرح اسپین کی وہ سلطنت جسکی وسعت پر انگریزی حکومت کیطرح کبھی آفتاب غروب نہوتا تھا۔ ایک ذرا سے رقبے میں محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

پروانہ از آن سوخت کہ با شمع در افتاد
با سوختگان ہر کہ در افتاد بر افتاد

(باقی)

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء

مہر نبی بخش المعروف عبدالعزیز نمبردار بٹالہ نے عرض کیا کہ مین علاقہ بابا سے صرف اس خیال پر آیا ہون کہ ایک تفسیر قرآن لکھون جس سے لوگون کے شکوک اور غلط معانی کی اصلاح کرون اگر آپ مجھے امداد دین تو مین موجودہ ثابت شدہ فلسفہ کے مطابق ترجمہ کرکے دکھلاؤن۔

فرمایا۔ ہمارا مشرب تو کسی سے نہین ملتا ہم تو جو کچھ خدا سے پاتے ہین خواہ اسکو عقل اور فلسفہ مانے یا نہ مانے ہم اس کو ضرور مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہین البتہ اہل عقل سے جو لوگ عقل کی پیروی کرتے ہین وہ آپ کی اس بات پر توجہ کرین تو خوب ہے آپ مولوی نورالدین صاحب سے مشورہ لین آجکل تراجم کثرت سے شایع ہو رہے ہین کہ مروجہ فلسفہ کی پیروی مین شایع ہوتے ہین مگر ہمارا مذہب یہ نہین ہے۔ پر مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اس کو ضرور غور سے سن لو۔ اگر خدا تعالےٰ نے تم سے کوئی ایسا عظیم الشان کام لینا ہوتا تو تمہارا سینہ اور دماغ اچھا بناتا۔ مگر یہ مصلحت الٰہی ہے کہ وہ اچھا نہین بنایا گیا بلکہ کمزور بنایا گیا ہے

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

تم اپنے آپ کو خوش باش رکھو اور خدا کی منشا سے خلاف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کل یعمل علیٰ شاکلتہ ہر ایک شخص کرتا اور کر سکتا ہے مگر اپنی بناوٹ پر۔ مثلاً ایک شخص کو تھوڑا ہی صدمہ دیکھکر غشی لاحق ہو جاتی ہے۔ اب اس کو میدان جنگ مین تلوار دیکر بھیجا جاتا ہے کیا وہ صرف بندوقون کی آواز ہی سنکر ہی نہ مر جاویگا مین نے خود قادیان مین ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ بکرا ذبح ہوتا ہوا دیکھ لیتا تو اس کو غش ہو جاتا۔ تو اگر قصاب کا کام اس کے سپرد کیا جاتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ آپ ارادہ کرتے ہین اختلاف مٹانے کا اور دماغ اور سینہ آپ کا بہت خراب ہے ایسا نہ ہو کہ بیماری مہلک ہو کر تمہارے اپنے اندر ہی اختلاف پیدا ہو جاوے الشان نوے تو بیشک ہر شخص کو نانے مین مگر مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ دہوکہ نہین کہاتا۔ پس آپ پر اس محنت کا پہلے بہ ہو چکا ہے۔ آپ تم سے کم پہلے تمام لوگون سے دریافت کرلین کہ آپ اس محنت کے قابل ہین یا نہین۔ مین تو بمصداق المستشار مؤتمن۔ ایک امین اور شفیق ناصح ہو کر آپ کو صلاح دیتا ہون کہ آپ کے قویٰ ایسے نہین کہ اس محنت کو برداشت کر سکین۔ دوزخ کے سات دروازے ہین اور بہشت کے آٹھ ....

... جس رنگ سے اللہ تعالےٰ چاہے یقین عطا فرما دیوے۔ صحابہ کرام .. نے علوم فلسفہ وغیرہ کہان پڑہے تہے۔ جو اسرار الٰہی طبعیات اور فلسفہ وغیرہ مین بہرے پڑے ہین جو شخص ان سب کو طے کرنا چاہتا ہے وہ جاہل اور بے نصیب رہیگا۔ مثلاً آگ گرم اور مہلک ہے۔ اس بات کو تو ہر شخص دریافت کر سکتا ہے۔ پر جب اوس کے ولمیں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیون گرم ہے اور کیون مہلک ہے تو یہان فلسفہ ختم ہو جاویگا پس اسرار الٰہیہ کو حد تک کوئی نہین پہنچا سکتا۔ ع

تو کار ... زمین را نکو ساختی۔
کہ با آسمان نیز پرداختی۔

پہلے ضروری ہے کہ اپنے گہر اور نفس کی صفائی کرو بعد مین لوگون کیطرف توجہ کرنا۔

دنیا مین چار موٹی باتین ماننے کے قابل ہین۔ ملائکہ۔ روح انسانی اور اس کا بقا بعد از مرگ۔ جنات کا وجود۔ خدا تعالیٰ کا وجود۔ لوگون نے سب سے پہلے جنات کا انکار کیا۔ پہر ملائکہ کا۔ پس دو باتون کا اور انکار۔ اپنی اور خدا کی روح کے قایل ہو بیٹھے ہین۔ یعنے کچھہ کرنا اور کچھہ نہ کرنا افتؤمنون ببعض و تکفرون ببعض۔ اسمین پہر دہریون نے ہی کمال کیا ہے کہ کچھہ بہی نہ مانو اور سب کا انکار کرو۔

منشی صاحب مذکور نے سوال کیا کہ قرآن کریم مین بہت سارے لفظ زاید ہوتے ہین اور ان کے معنے نہین کئے جاتے۔ اب یا نہیں ہونا چاہیئے۔

فرمایا۔ قرآن کریم بلکہ ہر زبان مین قراین ہوتے ہین اور یہ ایسے بہت سارے محاورے ہوتے ہین آپکو صرف و نحو سے واقفیت نہین۔

منشی صاحب نے کہا کہ مین نے صرف و نحو کو خوب پڑہا ہے۔

فرمایا۔ موجودہ مروجہ صرف و نحو ناقص ہے اور آپ نے صرف و نحو کو کمال تک بہی نہین پہونچایا۔ ہر ایک زبان کا ایک خاص محاورہ ہوتا ہے جبتک انسان کی مادری زبان نہ ہو یا اس زبان مین اتنا کمال نہ ہو کہ بمنزلہ مادری ہو جاوے تب تک وہ اس کو سمجہہ نہین سکتا۔ پس اس امر کو واقفان زبان عرب سے دریافت کرو اور دیکہو۔ قومی محاورات مین کوئی اہل علم اعتراض نہین کر سکتا۔

پہر سوال کیا کہ بعض لفظ لکہنے مین آتے اور پڑہنے مین نہین آتے +

فرمایا۔ انگریزی زبان ہی کو لیلو اس مین بہی بہت ایسے لفظ ہین جو لکہنے مین تو آتے پر پڑہنے مین نہین آتے۔ مین پہر بہی کہونگا کہ آپ کو صرف و نحو کی واقفیت بالکل نہین یہ باتین عمر کیساتھ حاصل ہوتی ہین آپ کی عمر اس وقت آرام چاہتی ہے اور خیال آپ کو یہ لگ گیا ہے۔

پہر مجھے اس بات کا بہی ڈر ہے کہ کہین آپ یہ نہ کہدین کہ مجھے قرآن کی خدمت سے روکدیا ہے۔ بہرحال مین تو پہر بہی یہی کہونگا اور بطور نصیحت کہونگا کہ راحت سے زندگی بسر کرو آپ کا سینہ بہت خراب ہے کوئی مہلک بیماری نہ ہو جاوے۔ ہان ان لوگون کیواسطے دعا کر چہوڑو کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دیوے اور قرآن سمجھنے کی ہر ایک کو توفیق دیوے۔ مخلوق کے تم ٹہیکہ دار نہین۔ اپنے آپکو مشکلات مین نہ ڈالو اور نہ تمہارے قویٰ خدا تعالےٰ نے اس لایق بنائے ہین۔ مین تو ہمیشہ آپکو یہی کہونگا اور یہی نصیحت کرونگا۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔ والسلام۔

مختلف خبرین

زخم سے خون بند کرنیکا ایک عجیب نسخہ ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے اس نے تجربہ کیا کہ زخمی کے بدن سے جس وقت سخت خون بہہ رہا ہو اگر اس کو راگ سنانے لگجاوین تو یا تو خون کا بہاؤ بالکل بند ہو جاوے گا یا کم ہو جاویگا ڈاکٹر موصوف اس عجیب نظارہ کی وجہ دریافت نہین کر سکتا تہا لیکن اب سمجہا گیا ہے کہ نغمہ کا اثر زخمی کو غشی کیحالت مین لے آتا ہے جس کے باعث دلکی حرکت اسقدر کم ہو جاتی ہے کہ خون کا دورہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔

افریقہ کے ایک تاجدار کے پاس لنڈن مین ڈیپوٹیشن گیا کہ وہ افریقہ کے باشندون مین شراب خواری کو رایج نہونے دین۔ اس عاقل نے جواب دیا کہ جب تک یورپ والے شراب بہیجے جائینگے افریقہ کے باشندے خریدے جائینگے اگر مے نوشی بند کرانی ہو تو یورپ سے چالان بند ہونا چاہیئے۔ جب تک کسی برائی کی جڑ کو نہ اکہاڑا جاوے تب تک شاخون کے کاٹنے کی کوشش عبث ہے۔

شاہنشاہ چین سخت بیمار ہین۔ یہ خبر چارون طرف اخبارون مین پہیل رہی ہے لیکن شاہنشاہ موصوف کی بیماری دنیا کیحالت پر کچھہ بہی اثر نہین ڈال سکتی کیونکہ اصل مالک ملک چین کی انکی والدہ ماجدہ ہین جو ان کے مرنے کے بعد کوئی دوسرا کہلونا تخت پر بٹہا دین گی۔

کابل مین بندوق وغیرہ سامان جنگ بنانے کے کارخانے امیر عبدالرحمٰن کے وقت سے ہی کہلے ہوئے ہین۔ اسوقت کل کارخانجات مین محض ہیزم کا خرچ چار لاکہہ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہے۔ اس بڑے خرچ مین تخفیف کرنے کیلئے امیر حبیب اللہ خان نے سوچا ہے کہ بجلی سے ایندہن کے اخراجات مین بہت سی بچت ہو جاویگی۔ مگر اسوقت امیر صاحب کو جملہ ہتھیار اور سامان جنگ بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ اگر سیدہا یورپ سے بنا بنایا منگاوین تو شاید زیادہ سستا پڑے لیکن پاینیر لکہتا ہے کہ یورپ سے سامان خراب منگاتے ہین جو دقتین پڑینگی ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امیر اپنے ملک کے اندر اطمینان کیساتھ حرب طیار کر رہا ہے۔

پوپ روم اسوقت ایک عجیب طرح کی عیسائی مذہبی سوداگری کی بجگنی کے درپے ہو رہا ہے رومن کیتہولک عیسائیون مین مردون کیلئے دعائین پڑہکر انہین بہشت مین پہونچانے کا ٹہیکہ پادریون نے رکہا ہے۔ جہان یورپ کا ہر ایک آدمی بینکون مین حساب رکہتا ہے اور خرچ کرتے وقت اپنے بینک پر چک لکہ دیتا ہے اسیطرح رومن کیتہولک پادری بہی اپنے بلون کا سارا بہگتان مردون کیلئے خطے پر کیا کرتے ہین۔ اخبار کی قیمت اسطرح ادا ہوتی ہے کہ اخبار کا خریدار پادری ایک سارٹیفکیٹ اپنے افسر سے دستخط کراکے اور خود بہر کے بہیجدیتا ہے۔ کہ بمقابلہ قیمت اخبار کے اسقدر خطبے پڑہدونگا اخبار کے مالک اس سارٹیفکیٹ کو خطبے پڑہانیکے امیدوارون کے پاس فروخت کر کے نقد قیمت جمع کر لیتا ہے۔ اسیطرح ہوٹل وغیرہ کے بلون کی ادائیگی بہی ہوتی ہے۔

روئی کی پیداوار پارسال بہت کم ہوئی تہی۔ اب کے سال باموقع روئی کا بیج بویا گیا ہے۔ دیکہئے نتیجہ کیا نکلتا ہے جسطرح پر بارش شروع ہوئی ہے اگر اسیطرح باقاعدہ ہوتی رہی تو امید ہے کہ جسطرح پارسال گیہون کی فصل نے ملک کو خوشحال کر دیا تہا اسیطرح پر امسال ... روئی کی فصل بیڑا پار کر دے گی۔ افسوس کہ اس ملک مین باوجود ذرایع آبپاشی عمدہ موجود ہونے کے بہی ذرا سی بارش سے ہی فصل کی دگرگون حالت ہو جاتی ہے +

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔